عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۴ | ۲۵ تا ۳۰ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۸ تا ۱۵ نومبر ۲۰۱۵ء | شمارہ: ۴۲

اولاد کی دینی تربیت

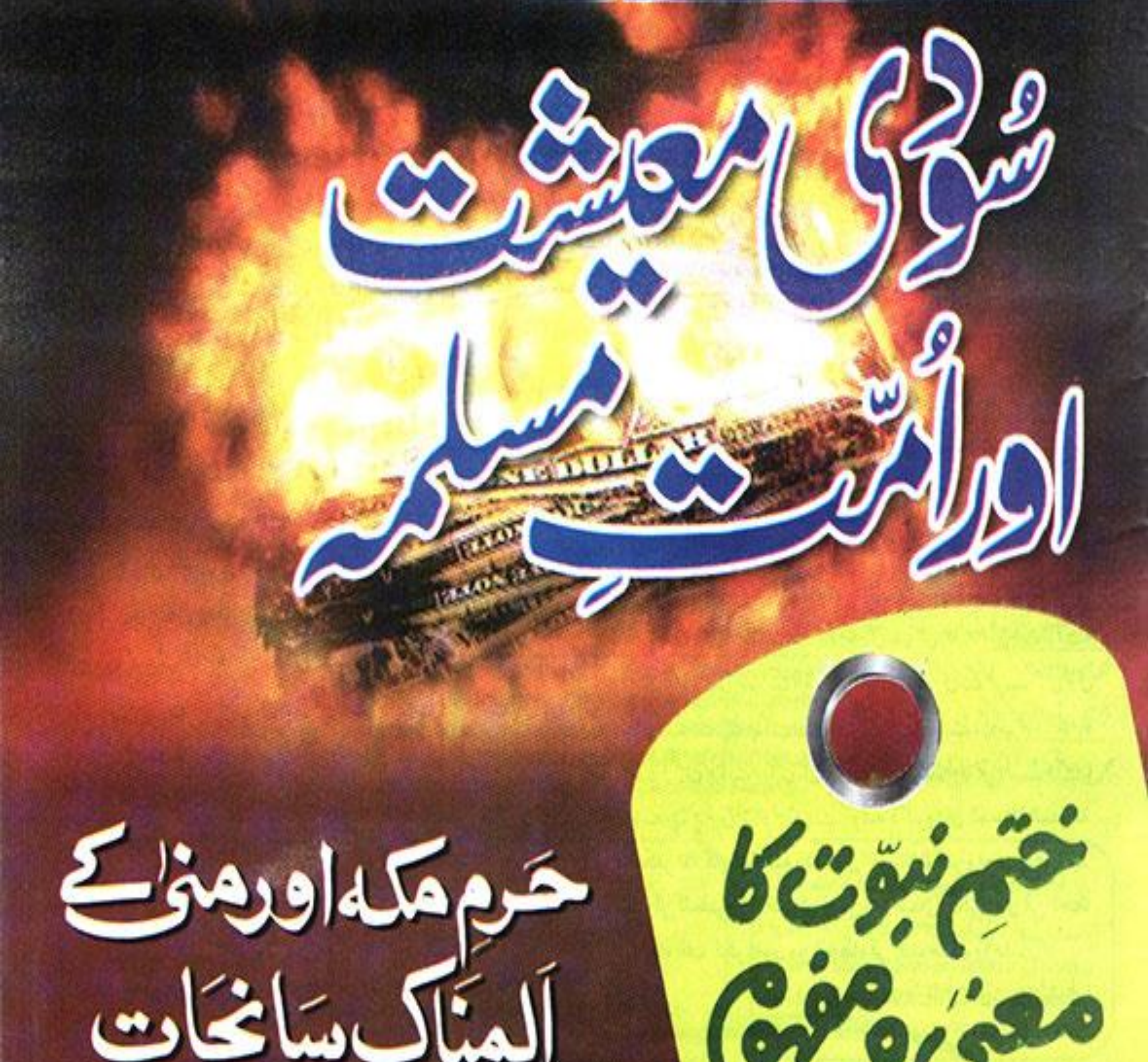

سودی معیشت اور اُمّتِ مسلمہ

ختمِ نبوّت کا معنیٰ و مفہوم

حرم مکہ اور منیٰ کے المناک سانحات

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

جھوٹا الزام لگانے والے کی سزا

س:...... الحمدللہ ثم الحمدللہ! میں راسخ العقیدہ سنی مسلمان ہوں میں تمام عقائد اسلامیہ پر غیر متزلزل ایمان اور یقین رکھتا ہوں، میں اللہ تعالیٰ کو واحد لاشریک مانتا ہوں اور محبوب خدا شفیع اعظم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتا ہوں، میں آپؐ کے علاوہ کسی بھی شخص کو کسی بھی صورت میں کسی بھی مفہوم سے نبی نہیں مانتا ہوں بلکہ میں اس قسم کے دعویدار شخص کو ملعون اور مبغوض مانتا ہوں۔ میرا اپنے داماد اور ان کے والد سے اپنی بچی کے سلسلہ میں چند سالوں سے جھگڑا چل رہا ہے، وجہ یہ ہے کہ میرا داماد میری بچی کو نان نفقہ تو درکنار یہ شخص شکی مزاج، بدظن اور نشہ کا عادی شخص ہے، کئی بار سمجھانے کے باوجود یہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آیا اور ان کے والد ان عیوب کے باوجود اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ بالآخر میں نے ان کے خلاف کورٹ میں "خلع" کا دعویٰ دائر کیا، ابھی کیس چل ہی رہا تھا کہ ان کے والد نے ایک نامور مدرسہ سے انتہائی جھوٹ اور غلط بیانی سے میرے خلاف ایک فتویٰ حاصل کیا جس میں اس شخص نے مجھے "قادیانی" قرار دیا اور ایک دارالافتاء نے بلاتحقیق یکطرفہ فیصلہ صادر کیا، جو قابل افسوس ہے۔ اگر میں العیاذ باللہ "قادیانی" ہوتا تو میرے نکاح میں ایک عالم دین کی بہن نہ ہوتی اور میں دعوت و تبلیغ میں اپنا کچھ وقت نہ لگاتا۔

حضرت مفتی صاحب! آپ بھی تحقیق فرمائیں اور جس عالم دین نے میری بچی کا نکاح پڑھایا، ان سے بھی تحقیق کریں۔ بخدا میں قادیانی نہیں ہوں، شریعت محمدیہ میں الزام لگانے والے اس قسم کے شخص کا کیا حکم ہے؟ (عزیز احمد خلجی، کراچی)

ج:...... سوال میں درج تفصیلات اگر درست اور صداقت پر مبنی ہیں تو اس صورت میں سائل پکا سچا صحیح العقیدہ مسلمان ہے، محض ذاتی اختلافات کی بنیاد پر ایسے شخص کو قادیانی یا کافر کہنا یا غلط بیانی کی بنیاد پر کسی دینی ادارے سے کفر کا فتویٰ نکلوانا یہ سب شرعاً ناجائز اور حرام ہیں، بلکہ احادیث کی رو سے خود اس قسم کی حرکت کرنے والے کے کفر کا اندیشہ ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

۱:... "عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدھما۔ متفق علیہ۔"

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک پر کفر لوٹ گیا یعنی یا تو کہنے والا خود کافر ہوگیا یا وہ شخص جس کو اس نے کافر کہا ہے۔"

۲:... اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:

"وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک رواہ البخاری۔"

ترجمہ: "حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص کسی آدمی کو فاسق نہ کہے اور نہ اس پر کوئی تہمت لگائے کیونکہ اگر وہ آدمی فسق یا کفر کا حامل نہیں ہے، تو اس کا کہا ہوا اسی طرف لوٹ جائے گا۔" (متفق علیہ)

۳:... "وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من دعا رجلاً بالکفر او عدو اللہ، ولیس کذلک الا حار علیہ۔ متفق علیہ۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص:۴۱۱، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، طبع قدیمی)

ترجمہ: "اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کو کافر کہہ کر پکارے، یا کسی کو خدا کا دشمن کہے اور وہ واقعتاً ایسا نہ ہو تو اس کا کہا ہوا خود اس پر لوٹ پڑتا ہے، یعنی کہنے والا خود کافر یا خدا کا دشمن ہو جاتا ہے۔" (مظاہر حق جدید ص:۱۳-۴۱۴، طبع دارالاشاعت)

اسی طرح ملک کے مقتدر دینی اداروں کو بھی کسی کے کفر کے متعلق فتویٰ صادر کرنے سے پہلے جانبین سے خوب تحقیق کر لینی چاہئے، کیونکہ کفر و اسلام کا مسئلہ بڑا سنگین ہوتا ہے اور اس میں ہر طرح احتیاط کے پہلو کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ شرح فقہ الاکبر میں ہے: "وقد ذکروا ان المسئلۃ المتعلقۃ بالکفر اذا کان لہا تسع وتسعون احتمالاً للکفر واحتمال فی نفیہ فالاولی للمفتی والقاضی ان یعمل بالاحتمال النافی، لان فی الخطا فی ابقاء الف کافر أھون من الخطاء فی افناء مسلم واحد۔"

(شرح فقہ الاکبر لملا علی قاری ص:۱۹۹، طبع دہلی)

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مقدس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۴ — ۲۵ تا ۳۰ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۸ تا ۱۵ نومبر ۲۰۱۵ء — شمارہ:۴۲

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل، عرفان خان

اس شمارے میں!

ناموسِ رسالت کی حفاظت کا جذبہ	۴	اداریہ
حرم مکہ اور منیٰ کے المناک سانحات	۶	مولانا عزیز الرحمن مدظلہ
سود کے خاتمے کی جدوجہد اور حالیہ بے حسی	۹	مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
سودی معیشت اور امت مسلمہ	۱۱	ایوب بیگ مرزا
اولاد کی دینی تربیت	۱۳	انتظار حسین اسعد قادری
ختم نبوت کا معنی و مفہوم	۱۶	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی دورے	۱۹	مولانا حمزہ لقمان
سالانہ ختم نبوت کانفرنس، چناب نگر	۲۱	مولانا قاضی احسان احمد
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ	۲۳	مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ
دفاع ختم نبوت کانفرنس، اورنگی ٹاؤن.....	۲۵	رپورٹ: محمد شجاع نیر
ختم نبوت کانفرنس، بلدیہ ٹاؤن	۲۶	رپورٹ: مولانا محمد ریاض محسن

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35.Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

ناموس رسالت کی حفاظت کا جذبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

۱۹۰۸ء میں جب مرزا غلام احمد قادیانی علیہ ماعلیہ نے نبوت ورسالت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو اس وقت متحدہ ہندوستان پر انگریزوں کا راج اور عمل داری تھی، چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزوں کی تحریص وتشویق اور ان کے مفادات کی تکمیل کے لئے یہ سارا ڈھونگ رچایا تھا، اس لئے اسے حکومت برطانیہ اور انگریزوں کی مکمل تائید وسرپرستی حاصل تھی۔

اگر انگریزوں نے اپنے وفادار واطاعت شعار مرزا غلام احمد قادیانی کی ''خدمات'' کے عوض اس کے لئے اور اس کی جماعت کے لئے اپنے خزانوں کے دروازے کھول دیئے تھے تو مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی حق نمک کی ادائیگی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔

''تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنے قلم سے کام لیتا ہوں، اس سترہ برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت موثر تقریریں لکھیں اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزارہا روپے خرچ ہوئے..... پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظِ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لئے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے، پوری استقامت سے کام لیا، کیا اس کام کی مسلمانوں میں کوئی نظیر ہے؟''

(مجموعہ اشتہارات، ج:۲، ص:۳۶۱، ۳۶۳)

مرزا غلام احمد قادیانی انگریزوں کی انہیں نوازشات سے متاثر ومنفعل ہو کر برملا کہنے اور لکھنے لگا کہ میں انگریزوں کا خودکاشتہ پودا ہوں، مرزا غلام احمد قادیانی کی انہیں کمزوریوں اور ممنونیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انگریزوں نے اس سے وہ کچھ کہلایا اور لکھوایا کہ اس کے تصور سے بھی ایک شریف انسان کو قے آتی ہے۔

مثلاً: مرزا غلام احمد قادیانی نے مجدد، مہدی، مثیل مسیح، مسیح، مریم، ابن مریم، کرشن، رودر گپال، کرم خاکی، انسانوں کی عار اور جائے نفرت ایسے رذیل اور آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، محمد رسول اللہ اور الوہیت جیسے بعید از عقل وشعور دعوے کئے، مسلمات اسلام پر بے دریغ تیشہ چلایا، قرآن، حدیث، اجماع امت کا انکار کیا، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعینؒ وتبع تابعینؒ، ائمہ مجتہدینؒ، اکابرین امتؒ، صلحائے ملتؒ کی توہین و تنقیص جیسا غلیظ وبدبودار کارنامہ انجام دیا، اپنے مخالف مسلمانوں اور امت مسلمہ کو کافر، دائرہ اسلام سے خارج، جہنمی، ولد الزنا اور کنجریوں کی اولاد، جیسی قبیح

اور گھناؤنی گالیاں دیں۔ جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی پاکباز والدہ ماجدہ حضرت مریم پر تہمت و افتراء کے پہاڑ توڑے اور نعوذ باللہ ان کو بدکار و زناکار تک کی دشنام طرازی کی۔

بایں ہمہ اس نے اپنے لئے تمام اسلامی اصطلاحات اور شعائر استعمال کرنے کی ناپاک جسارت بھی کی، حتی کہ اپنے آپ کو نبی، رسول، باعث نجات، اپنی بیوی کو ام المومنین، اپنی بیعت کرنے والوں کو صحابہ، اپنے شہر قادیان کو مکہ و مدینہ، بلکہ ان سے افضل قرار دینے کی ہرزہ سرائی کی۔

مسیلمہ کذاب کا جانشین یہ سب کرتا تھا، مگر وارثان صدیق اس کو مزہ چکھانے سے عاجز و بے بس تھے، اس لئے کہ اس کی پشت پر انگریز تھا، انگریزی اقتدار تھا، انگریزوں کی دولت تھی، انگریزی قانون تھا، انگریزی عدالتیں تھیں، انگریزی پولیس تھی، انگریزی فوج تھی اور پوری اسلام دشمن برادری تھی۔

اس کے برعکس دوسری طرف مسلمان نہتے تھے، جن کے پاس اگرچہ دین تھا، ایمان تھا، غیرت تھی، حمیت تھی مگر وہ ظاہری اسباب و وسائل سے عاری تھے، حکومت، عدلیہ، مقننہ، انتظامیہ، پولیس، فوج حتی کہ قانون بھی ان کا ساتھ نہیں دیتا تھا، لیکن بہرحال ان کے پاس جوش تھا، جذبہ تھا، جرأت تھی، ہمت تھی اور اللہ پر توکل، موت اور مابعد الموت پر یقین تھا، اس لئے وہ اپنی جان، مال، عزت، آبرو اور آل و اولاد کو ناموس رسالت کی حفاظت وصیانت پر نچھاور کرنے کو اپنے لئے اعزاز و سعادت سمجھتے تھے۔

ان کی اسی جاں سپاری اور جذبۂ جہاد، خلوص و اخلاص کی برکت تھی کہ وہ اس فتنہ کے سامنے جب کھڑے ہوگئے.... جو طوفان و آندھی کی رفتار سے بھولے بھالے انسانوں کے دین و ایمان کو اجاڑتا چلا جارہا تھا اور مسلمانوں کو اندیشہ ہونے لگا تھا کہ کہیں یہ فتنہ دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے زوال کا باعث نہ بن جائے.... تو اس کا نہ صرف منہ موڑ دیا بلکہ وہ اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے باوجود نیست و نابود ہوگیا آج جبکہ بحمداللہ وہ فتنہ کمزور ہوچکا ہے، اس کے سرپرست ان سے منہ موڑ چکے ہیں، وہ دنیا بھر میں گالی کا درجہ اختیار کرچکا ہے، فوج، پولیس اور انتظامیہ کھل کر اس کی پشت پناہی کرنے سے گھبراتی ہے، ملکی قانون، عدالتیں ان کی بجائے مسلمانوں کا ساتھ دیتی ہیں، ان کے سربرآوردہ اپنے انجام کو پہنچ چکے ہیں اس کا ہیڈ کوارٹر منتقل ہوچکا ہے، تو کیا وجہ ہے کہ ہم اب بھی اس کی راہ نہیں روک سکتے؟ آخر ہمارے اندر وہ کون سی کمزوری اور ضعف آگیا ہے؟ اس پر توجہ اور غور و فکر کی ضرورت ہے؟

کسی قدر تأمل اور غور و فکر سے کام لیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ ہم یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہمارا دشمن ختم ہوگیا ہے، یا کم از کم کمزور ہوگیا ہے، اس لئے ہم نے اپنے ذمہ جو کرنے کا کام تھا چھوڑ دیا ہے، یا کم از کم اس سے غافل ہوگئے ہیں۔ آج بھی اگر اسلام دشمنوں کو احساس ہوجائے کہ مسلمان جاگ رہا ہے یا کم از کم زندہ ہے اور ہم دشمن کو اپنی حیات و زندگی کا احساس دلانا شروع کردیں تو انشاءاللہ مسیلمہ کذاب کی اولاد ایسے دم دبا کر بھاگے گی، جیسے دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشبو سے بھاگے گا۔

اسی طرح آج دنیا بھر کے اسلام دشمن کیڑوں مکوڑوں کی طرح اپنی بلوں سے نکل کر آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی کی توہین و تنقیص پر بھی اس لئے آمادہ نظر آتے ہیں کہ ان کو اس بات کا یقین ہوگیا ہے کہ مسلمانوں میں وہ پہلے جیسی ہمت، جرأت اور غیرت ایمانی نہیں رہی، اگر آج بھی ان کو یہ احساس ہوجائے کہ مسلمانوں میں کوئی معاذؓ، معوذؓ، غازی علم الدینؒ، غازی عبدالقیومؒ، غازی عامر چیمہؒ اور غازی حاجی مانکؒ کا جانشین موجود ہے، تو وہ اسلام، شعائر اسلام اور پیغمبر اسلام کی توہین و تنقیص کی جرأت نہ کرسکیں گے۔

اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے نوجوانوں میں معاذ و معوذ کا سا جوش و جذبہ اور ہمت، جرأت، حمیت و غیرت پیدا کی جائے اور خود کو آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر نثار کرنے کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

حرم مکہ اور منیٰ کے المناک سانحات!

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب، استاذ الحدیث جامعہ دارالعلوم کراچی

اس سال ۱۴۳۶ھ موسم حج کے دوران حجاز مقدس میں دو بڑے المناک حادثات پیش آئے، ایک حادثہ جمعہ ۲۶ رذوالقعدہ (۱۱ رستمبر ۲۰۱۵ء) کو مسجد حرام میں پیش آیا کہ حرم کی زیر تعمیر عمارت میں نصب دیوہیکل کرین اچانک ٹوٹ کر گر پڑی جس کے نتیجے میں مختلف ممالک سے آئے ہوئے عازمین حج اور مقامی افراد کی بڑی تعداد شہید ہوئی جبکہ خاصی تعداد زخمیوں کی بھی ہے، کرین ٹوٹنے کا واقعہ تعمیراتی ماہرین کے لئے بھی اور کرین کے مینوفیکچر کے لئے بھی حیرت انگیز ہے، بعض اطلاعات کے مطابق اس طرح کی صلاحیت کی حامل کرینیں پوری دنیا میں دو چار ہی کی تعداد میں ہیں جو جرمن گورنمنٹ کی ملکیت ہیں اور حسب طلب مختلف کمپنیوں کو کرایہ پر دی جاتی ہیں، اس ناگہانی حادثے نے جہاں سعودی انتظامیہ کو ہلا کر رکھ دیا ہے، وہاں بہت سے ملکوں سے تعلق رکھنے والے عازمین حج کی وفات سے عمومی اضطراب بھی پھیل گیا اور جب تک شہید و زخمی ہونے والوں کی مصدقہ تفصیلات سامنے نہیں آئیں، دنیا بھر میں تجسس اور فکرمندی کی بے چینی قائم رہی۔

اس حادثے میں جن حضرات کی جانیں گئی ہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ انہیں شہادت کے اعزاز و اکرام سے نوازا جائے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث میں صاحب الھدم (ملبے میں دب کر ہلاک ہونے والا) بھی شہداء کے زمرے میں داخل ہے، تاہم ان کے لواحقین و پسماندگان کے لئے بلاشبہ یہ بڑا صبر آزما صدمہ ہے، مولائے کریم ان سب کو صبر جمیل سے نوازے اور اس کربناک سانحے پر ان کو دنیا و آخرت، دونوں جہانوں میں بہترین صلہ عطا فرمائے، آمین۔ یہ دنیا دار بقاء نہیں، دار فناء ہے، یہاں "آمد" کے ساتھ ہی "روانگی" کا سفر شروع ہو جاتا ہے اور یہ کہ موت کب اور کہاں آئے گی؟ ایسا سربستہ راز ہے جس کا خالق کون و مکان کے سوا کسی کو علم نہیں ہے، شہادت کی موت بلاشبہ خوش نصیبی کی علامت ہے۔

اس موقع پر سعودی حکومت اور انتظامیہ نے جس ہمدردی، چابک دستی اور حیقظ کا مظاہرہ کیا وہ حد درجہ قابل تحسین ہے، زخمیوں کو ہسپتالوں میں منتقل کیا گیا جہاں علاج کی اعلیٰ ترین سہولتیں میسر ہیں جبکہ وفات پانے والوں کو مقامی قبرستانوں میں سپرد خاک کیا گیا، فرمان روائے مملکت، خادم الحرمین الشریفین شاہ سلمان نے خود بھی وفات پانے والوں کے جنازوں کو کندھا دیا، شاہ سلیمان نے ہر فوت ہونے والے کے پسماندگان کے لئے ایک ملین ریال جبکہ زخمیوں کے لئے پانچ پانچ لاکھ ریال دینے کا فرمان جاری کیا ہے اور لواحقین میں سے کچھ افراد کو سرکاری خرچ پر زیارت حرمین شریفین کے لئے بلانے کا بھی اعلان کیا گیا ہے۔

مملکت سعودیہ کے حکمران اپنے اس رحمدلانہ سلوک، خدمت حجاج کے معیاری انتظامات اور حرمین شریفین کے لئے عمدہ بندوبست پر بجا طور پر عالم اسلام کی طرف سے تشکر و امتنان کے مستحق ہیں۔

....

دوسرا بڑا المناک سانحہ منیٰ میں پیش آیا، جمعرات ۱۰ ر ذی الحجہ (۲۴ رستمبر ۲۰۱۵ء) کو جب مزدلفہ سے حجاج کرام کی منیٰ واپسی شروع ہوئی اس دوران حجاج کے ایک گروپ نے منیٰ میں اپنے خیموں میں آنے اور اعلان کے مطابق حسب ترتیب رمی کے لئے جانے کے بجائے، سیدھے جمرات پہنچنے کی کوشش کی، اس موقع پر بڑی بدنظمی یہ ہوئی کہ آمد و رفت کے لئے مختص راستوں کو علیحدہ علیحدہ استعمال کرنے کی بجائے یکطرفہ راستے کو دوطرفہ طور پر استعمال کیا، اس بدنظمی کی وجہ سے ایک ہی راستے پر آنے جانے والوں میں، جو جم غفیر کی شکل میں تھے، مڈھ بھیڑ ہوگئی اور آناً فاناً بھگدڑ کی اس افراتفری میں ہزار سے زیادہ حجاج کرام کچلے گئے جبکہ خاصی تعداد میں زخمی بھی ہوئے، یہ المناک واقعہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے لاکھوں خاندانوں کے لئے غم واندوہ کا پہاڑ بنا، جمعرات کا یہ دن بعض ممالک میں عید کا اور بعض میں عید سے ایک روز پہلے کا دن تھا اس اندوہناک حادثے سے حجاج کرام کے عزیز و اقارب، کربناک سکتے میں آگئے کہ ہر جگہ صحیح صورتحال معلوم کرنے کے لئے بے چینی، بیقراری اور اضطراب کا عالم تھا۔

اب ایام حج گذرنے کے بعد صورتحال خاصی حد تک واضح ہو چکی ہے تاہم بہت سے حجاج اب بھی لاپتہ ہیں جن میں پاکستان کے حجاج بھی خاصی تعداد

میں ہیں اور حتمی صورتحال کا تا حال انتظار ہے۔

سعودی حکومت نے دونوں سانحات سے متعلق جہاں شہید اور زخمی ہونے والے حجاج سے متعلق تیز ترین اور اعلیٰ درجے کے انتظامات کئے ہیں وہاں ان واقعات کے پس پردہ اسباب کا کھوج لگانے کے لئے سرکاری سطح پر تحقیقات بھی شروع کی گئی ہیں، اور امید ہے کہ آنے والے دنوں میں ان تحقیقات کے نتائج منظر عام پر آجائیں گے۔ منیٰ کے واقعہ میں بھی سعودی حکومت نے وفات پانے والوں کے لواحقین کے لئے پانچ پانچ لاکھ جبکہ زخمیوں کے لئے دو دو لاکھ سعودی ریال کا اعلان کیا ہے۔

قریب قریب پیش آنے والے یہ دو سانحات جن میں مختلف مسلم اور غیر مسلم ممالک سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں حجاج کی جانیں گئی ہیں اور زخمی بھی ہوئے ہیں، ان کو قدرتی آفات کے زمرے میں شمار کرنا درست نہ ہوگا، کہ پس پردہ اسباب میں سے بندوبست کی کسی خامی، کسی شرارت یا خود حجاج کرام کی بے تدبیری اور شرعی کوتاہی کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، سعودی انتظامیہ کو بھی یقیناً اس کا احساس ہوگا کہ عالمی سطح پر اس کی ساکھ متاثر ہوئی اور بعض وہ حلقے جو مشرق وسطیٰ کی سیاست میں جارحانہ عمل دخل رکھتے ہیں، ان کو بھی زور شور سے ان سانحات میں طرح طرح کے الزامات لگانے کا موقع ہاتھ آگیا یہاں تک کہ یو این او سے بھی تحقیق کی اپیل کی گئی۔

مناسک حج کے دوران پیش آنے والے ان حادثات پر ہمدردانہ اظہار رنج وغم کرنے اور رحمدلانہ تعاون پیش کرنے کی جگہ معاندانہ سیاست کا وطیرہ اپنانا کسی بھی درجے میں پسندیدہ طرز عمل قرار نہیں پاتا، یہ بھی درست ہے کہ حج کی طرح، مذہبی حوالے سے بڑے بڑے اجتماعات دنیا کے مختلف خطوں میں ہوتے رہتے ہیں اور سعودی انتظامیہ کو طعنہ دینے والوں نے اس موقع پر ان کا بھی حوالہ دیا ہے ___ لیکن موسم حج کے اجتماعات کو دیگر اجتماعات پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، حج انتظامات کا مجموعی دورانیہ تقریباً دو مہینے تک رہتا ہے اور پانچ دن جو مناسک حج کا کم سے کم، پر ہجوم اور مشکل ترین دورانیہ ہے اس میں ایک تو تعداد پچیس لاکھ سے متجاوز ہوتی ہے اور ہر کوئی جانتا ہے کہ اس دورانیہ میں حجاج کرام کا ایک جگہ قرار نہیں ہوتا بلکہ لاکھوں مردوں، عورتوں اور بچوں کا یہ بحر زخار مناسک کی ترتیب سے منیٰ، عرفات، مزدلفہ، منیٰ، مکہ اور پھر منیٰ کے ان مختلف مقامات میں مناسک کی ادائیگی کے لئے، شبانہ روز متحرک رہتا ہے، جن کے لئے ہر ایک مقام پر خوراک، پانی، ٹرانسپورٹ، علاج اور قیام گاہ کی فراہمی کوئی آسان کام نہیں ہے۔

لیکن سعودی انتظامیہ اپنے وسیع تاریخی تجربے اور اپنے وافر وسائل سے حجاج کرام کی خدمت میں ادنیٰ سی کوتاہی بھی برداشت نہیں کرتی اس سال بھی اطلاعات کے مطابق سیکورٹی کے لئے ایک لاکھ جبکہ دیگر ضروریات کی فراہمی اور صفائی کے لئے بھی تقریباً اتنی ہی تعداد سرگرم عمل تھی، یہ وہ انتظامات ہیں جن کا مشاہدہ ہر حاجی کرسکتا ہے ___ البتہ شکایات اپنے ممالک کے اہل کاروں، گروپ منظم کرنے والے حج آپریٹروں اور طرح طرح کے پیکج پر حج کرانے والے کاروانوں سے ہوتی ہیں کہ یہ لوگ معاہدہ کے مطابق سہولتیں فراہم نہیں کرتے اور سرکاری اداروں کے اہل کار جو حجاج کی خدمت پر مامور ہوتے ہیں اُن میں یہاں بھی، حسب عادت روایتی کام چوری نظر آتی ہے۔

کچھ عرصے سے یہ محسوس ہورہا ہے کہ حج اور عمرے کی اس عبادت کا کاروباری اور تجارتی اغراض کے لئے مفاد پرستانہ استحصال ہورہا ہے اور اس طرز عمل سے حج وعمرے پر جانے والوں کی سوچ بھی متاثر ہورہی ہے ___ چنانچہ اس مبارک سفر پر جانے والا حج اور عمرے کی حقیقی روح کو پیش نظر رکھنے اور اپنے باطن کی پاکیزگی کی فکر کرنے کی بجائے، اب یہ محسوس ہونے لگا ہے کہ وہ حاصل ہونے والی سہولتوں پر زیادہ نظر رکھتا ہے اور اسی کی جستجو کرتا ہے، چنانچہ اس مبارک سفر کے وہ ثمرات واثرات حاصل نہیں ہوپاتے جو زیارت حرمین اور حج وعمرے کے حقیقی فوائد ومنافع ہیں۔

آپریٹنگ ایجنسیوں میں کاروباری دوڑ لگی ہوئی ہے اور مختلف پیکج کی ایک ریت وجود میں آگئی ہے، اس طرح حج وعمرے کو بھی عبادت کی بجائے سیاحت بنادیا گیا ہے، پاکستانی اور سعودی وزارتوں کو اس "کاروبار" کی اصلاح کرنی چاہیئے کہ دونوں ہی ملکوں میں صورت حال اسی طرح کی ہے، سعودی سفارت خانوں سے عمرے کا ویزا "مجاناً" جاری ہوتا ہے لیکن موسم حج کے بعد جب صفر کے مہینے سے عمرہ کھل جاتا ہے تو وقت کے ساتھ ساتھ اس کے مصارف میں اضافہ ہونے لگتا ہے اور ویزے کا بندوبست کرنے والی ایجنسیاں ٹکٹ اور قیام گاہ کے علاوہ ویزے کے لئے بھی علیحدہ سے بھاری رقم وصول کرتی ہیں یہاں تک کہ رمضان تک پہنچتے پہنچتے یہ مصارف دگنے تگنے ہوجاتے ہیں، بتایا جاتا ہے کہ سعودی عرب میں قائم مقامی ایجنسی کو سعودی وزارت حج سے اپرول حاصل کرنے کی بھاری فیس دینی پڑتی ہے، اس کمرشل ذہنیت کی وجہ سے بہت سے وہ لوگ جو متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، تڑپ اور لگن کے باوجود عمرہ نہیں کرپاتے۔

کچھ عرصے سے حج اور عمرے پر جانے والوں میں نعرہ بازی کی بھی عادت شروع ہوگئی ہے اس مکروہ بدعت نے سنت کے مطابق مناسک ادا کرنے والوں

کاخشوع وتضرع غارت کرڈالا ہے، حج کی اس مقدس عبادت میں سیاست کی یہ آلودگی ایذاء رسانی کی بدترین عادت ہے۔

....

حکومت پاکستان اور مملکت سعودی عرب سے درخواست ہے کہ مندرجہ ذیل تجاویز پر بھی غور کیا جائے:

☆__حج اور عمرے کی ان عبادتوں کو عبادت ہی کی طرح ادا کرنے کے مواقع فراہم کئے جائیں، کاروباری ذہنیت، کسب مال کی لامحدود خواہش اور استحصالی سلوک کی حریصانہ آلودگی سے ان عبادتوں کو پاک کیا جائے، مفاد پرستانہ سلوک کا ویزے کے اجراء سے لے کر، حرمین شریفین میں عمارتوں اور ٹرانسپورٹ کے حصول تک ہر جگہ جو نفوذ ہو گیا ہے اس کو محدود کرنا ضروری ہے۔

☆__جس طرح ویزے کے لئے میڈیکل سرٹیفکیٹ ضروری ہے۔ اسی طرح ویزے کے حصول کے لئے (۱) نظم ونسق کی پابندی اور (۲) مناسک حج وعمرہ سے آگاہی کی دینی تعلیم و تربیت کا بھی ایک نصاب مرتب کرکے حج وعمرے پر جانے والوں کو اس کے حصول کا پابند کیا جائے اور اس کے لئے بھی ایک سرٹیفکیٹ کورس کا اجراء کیا جائے کہ اس طرح کے المناک حادثات کا بڑا سبب بدنظمی اور دینی احکام سے ناواقفیت بھی ہے، بہت سے ناواقف اور بے خبر لوگ اپنی کم علمی سے مسنون اور مستحب اعمال کو فرض وواجب کی طرح ضروری سمجھنے لگتے ہیں جس کے نتیجے میں طرح طرح کی پریشانیاں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ اور اب چونکہ ایک عرصہ سے حج آپریشن کا بڑا حصہ پرائیویٹ آپریٹروں کے ذریعہ ہوتا ہے اس لئے ان کو اس طرح کے بندوبست کا پابند بنانا مشکل نہ ہوگا__ ملک کے مختلف حصوں میں بعض فکرمند حضرات ایک عرصے سے خیر خواہانہ جذبے کے تحت بطور خود عازمین حج کی انتظامی اور دینی تربیت کا کام کررہے ہیں، ان کے تجربات سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

☆__موجودہ دور میں سوشل میڈیا بھی بعض اوقات خرابی کی بڑی وجہ بن کر سامنے آتا ہے، افواہوں کا بازار گرم ہو جاتا ہے اور خلاف واقعہ بہت سی بے بنیاد باتیں جنگل کی آگ کی طرح پھیل کر فضا اور ماحول کو خراب کردیتی ہیں۔ مغربی ممالک میں تو اس پر کسی قدر قدغن بھی ہے اور وہاں یہ کم خرچ بھی نہیں ہے، لیکن پاکستان اور بہت سے اسلامی ممالک میں اس کی کم خرچ فراوانی دینی اقدار، اسلامی روایات اور شرعی احکام ومعاملات کے لئے حددرجہ تباہ کن ہے اس لئے اس سیلاب کے آگے بھی بند باندھنا ضروری ہے۔

رب کریم ہم سب کو درست طریقے سے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

☆☆..........☆☆

قادیانیوں کے خلاف آئینی وقانونی جدوجہد جاری رہے گی

ناموس رسالت کے تحفظ کا کام قربت خداوندی حاصل کرنے کے مترادف ہے: مولانا اللہ وسایا

لاہور (امت نیوز) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ہمارے ایمان کی اساس اور بنیاد ہے۔ انہوں نے کہا کہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ ہمارا مذہبی وآئینی فریضہ ہے، جس کا ہر قیمت پر تحفظ کریں گے۔ مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ قادیانیوں کے خلاف ہماری آئینی وقانونی جدوجہد جاری رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت خشت اول کی حیثیت رکھتا ہے۔ تمام علماء وکارکنان ختم نبوت ۳۴ ویں سالانہ دوروزہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں بھرپور انداز میں شرکت کرکے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا حق ادا کریں، وہ یہاں مرکز ختم نبوت لاہور میں علماء و کارکنان سے خطاب کررہے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا فقیر اللہ اختر نے کہا کہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کا کام قربت خداوندی حاصل کرنے کے مترادف ہے۔ انہوں نے کہا کہ منکرین ختم نبوت اور اسلام وملک دشمن قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں اپنی صفوں میں نظم ونسق اور اتحاد پیدا کرنا ہوگا۔ مولانا محمد عارف شامی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت اسلامی فرقہ نہیں بلکہ یہ ایک فتنہ ہے جس نے انگریز کے کہنے پر ختم نبوت کے عظیم محل میں نقب لگانے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ صرف علماء کرام اور مفتیان کا نہیں بلکہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی اور پاکستان کی تمام عدالتوں نے ان کے غیر مسلم ہونے پر مہر تصدیق ثبت کردی ہے۔ کانفرنس کے شرکاء سے وعدہ لیا گیا کہ وہ ۲۹، ۳۰؍اکتوبر کو ختم نبوت کانفرنس میں بھرپور انداز میں شرکت کریں۔ اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا عبدالنعیم، مولانا محبوب الحسن طاہر اور دیگر علماء کرام بھی موجود تھے۔

(روزنامہ امت کراچی، ۲۶؍اکتوبر ۲۰۱۵ء)

سود کے خاتمے کی جدوجہد اور حالیہ بے حسی

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری

وطن عزیز پاکستان کلمہ طیبہ کے نعرے، دو قومی نظریے کی بنیاد اور اسلامی دستور حیات کے نفاذ کی خاطر معرض وجود میں آیا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ

> پاکستان کے 1973ء کے آئین میں سود کے خاتمے کی ضمانت دی گئی۔ آئین کے آرٹیکل 38 میں حکومت وقت کو اس بات کا پابند بنایا گیا کہ جس قدر جلدی ممکن ہو ملک سے سود کا خاتمہ کیا جائے

آزادی نصیب ہوتے ہی اس ملک میں اسلامی نظام حیات کو اس کی روح کے مطابق نافذ کر دیا جاتا اور پاکستان اسلام کے عادلانہ نظام حیات کی بدولت ایک مکمل فلاحی ریاست کے طور پر سامنے آتا لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہو سکا۔ پاکستان کو غلامی کی اَن دیکھی زنجیروں سے چھٹکارا نہ مل سکا اور سوچے سمجھے منصوبے کے تحت پاکستان کو اپنی حقیقی منزل سے ہمکنار نہ ہونے دیا گیا۔

آپ صرف سود کی مثال لے لیجیے۔ پاکستان کے 1973ء کے آئین میں سود کے خاتمے کی ضمانت دی گئی۔ آئین کے آرٹیکل 38 میں حکومت وقت کو اس بات کا پابند بنایا گیا کہ جس قدر جلدی ممکن ہو ملک سے سود کا خاتمہ کیا جائے۔ بلکہ سود کے معاملے میں آئین پاکستان سے پہلے بھی مختلف انداز سے کوششیں کی جاتی رہیں کہ پاکستانی معیشت کو سود سے کسی طرح پاک کیا جائے۔ علماء کرام اور دین دار طبقے کی طرف سے ہمیشہ اس سلسلے میں جدوجہد جاری رہی بلکہ خود بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح سمیت پاکستان کے دیگر خیر خواہوں نے اس ملک کو سود کی لعنت سے چھٹکارا دلانے کی بھرپور کوشش کی۔ سرکاری سطح پر سب سے پہلے آئین پاکستان کی منظوری سے چار برس قبل جب مشرقی اور مغربی پاکستان ایک تھے اس وقت ڈھاکہ میں اسلامی مشاورتی کونسل کا اجلاس منعقد ہوا جس میں قرضوں پر اضافی وصولی، سیونگ سرٹیفکیٹس، پرائز بانڈز اور انشورنس کو سود کی مختلف شکلیں قرار دیا گیا اور ان سے چھٹکارہ پانے کے لئے ایک کمیٹی کے قیام کی سفارش کی گئی تھی لیکن انفرادی، اجتماعی، نجی اور سرکاری کسی سطح پر سود سے نجات کی کوئی کوشش ثمر آور نہ ہو سکی۔ پھر جب 29 ستمبر 1977ء کو اسلامی نظریاتی کونسل تشکیل دی گئی تو یہ امید ہو چلی کہ ایک باضابطہ آئینی ادارہ قائم ہو چکا اور اب اس ملک میں آئینی اور قانونی طور پر اسلامائزیشن کی طرف پیش رفت ہو گی۔ چنانچہ اسلامی نظریاتی کونسل نے مختلف ادوار میں پاکستانی معیشت کو سود سے پاک کرنے کے لئے کام کیا، ماہرین فن کی خدمات حاصل کی گئیں، ممتاز علماء کرام سے رہنمائی لی گئی، بہت وقیع تجاویز اور سفارشات تیار ہوئیں اور تقریباً تین برس بعد 1980ء میں اسلامی نظریاتی کونسل کے جائزے، سفارشات اور تجاویز پر مشتمل رپورٹ تیار کی گئی جسے عوام کے لئے منظر عام پر بھی لایا گیا لیکن عملدرآمد کی کوئی سبیل نہیں نکل پائی۔

15/جون 1988ء میں جنرل ضیاء الحق نے شریعت آرڈیننس جاری کیا تو ایک مرتبہ پھر امید کی کرن جاگی کہ شاید اب نفاذ شریعت کا خواب شرمندہ تعبیر ہو پائے گا۔ شریعت آرڈیننس کے اجراء کے

> جسٹس سرمد عثمانی نے کہا کہ سپریم کورٹ کے باہر مدرسہ کھول کر لوگوں کو سود کی حرمت کا درس نہیں دیا جا سکتا جو سود لیتے ہیں ان سے اللہ پوچھے گا

ساتھ ساتھ ڈاکٹر احسان رشید کی سربراہی میں اسلامی معیشت کمیشن تشکیل دیا گیا تو پاکستانی معیشت کی تطہیر کی امید یقین میں بدلتی محسوس ہوئی لیکن صرف دو ماہ بعد جنرل ضیاء الحق طیارہ حادثے میں جاں بحق ہو

گئے تو ان کے بعد برسر اقتدار آنے والی بے نظیر بھٹو حکومت نے نہ صرف یہ کہ وہ کمیشن تحلیل کر دیا بلکہ اس آرڈیننس کو بھی اسمبلیوں میں پیش نہیں ہونے دیا۔

پاکستانی معیشت کو سود سے پاک کرنے کی کوششوں میں کمیٹیاں کے بننے اور ٹوٹنے کی بھی ایک لمبی داستان ہے۔ 1969ء میں اسلامی مشاورتی کمیشن کی طرف سے کمیٹی کے قیام کی سفارش سے لے کر 1991ء میں پروفیسر خورشید کی سربراہی میں بننے والی کمیٹی، مولانا عبدالستار خان نیازی کی سربراہی میں بننے والی کمیٹی، 1997ء میں راجہ ظفر الحق کی قیادت میں بننے والی کمیٹی تک ہر دور میں سود کے کمبل کو نہ چھوڑنے کے لئے کمیٹیوں کا سہارا لیا جاتا رہا، ان کمیٹیوں کی سفارشات کو ہمیشہ بھاری بھرکم فائلوں تلے دبایا جاتا رہا۔ اس سے زیادہ افسوسناک صورتحال عدالتی اور قانونی محاذ پر پیش آئی۔ عدالتی محاذ کی داستان کا آغاز 1981ء سے ہوتا ہے۔

1981ء میں وفاقی شرعی عدالت قائم کی گئی لیکن سرمایہ دارانہ ذہنیت نے اس کی مشکلیں کسنے کے لئے ابتداء مالی معاملات کو اس کے دائرہ اختیار میں آنے ہی نہیں دیا جس کی وجہ سے پاکستانی معیشت کے کنویں کو سود کے کتے سے پاک نہیں کیا جا سکا۔ پھر اسی وفاقی شرعی عدالت کو ہی سود سے نجات کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے کوششیں جاری رہیں اور بالآخر دس سال بعد یعنی 14رنومبر 1991ء کو وفاقی شرعی عدالت نے سود کیس میں اپنا فیصلہ سناتے ہوئے حکومت کو چھ ماہ کا وقت دیا کہ وہ چھ ماہ کے اندر اندر ملکی معیشت کو سود سے پاک کرے۔

سوءِ اتفاق سے اس دور میں بھی موجودہ وزیر اعظم وزارت عظمیٰ کے منصب پر جلوہ افروز تھے۔ میاں نواز شریف نے وفاقی شرعی عدالت کے اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی اور پھر 1991ء سے لے کر 1999ء تک مختلف حیلے بہانوں سے اس معاملے کو لٹکایا جاتا رہا بالآخر 1999ء میں سپریم کورٹ کے شریعت اپلیٹ بنچ نے وہ اپیل خارج کر کے وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ برقرار رکھا اور حکومت کو 30جون 2001ء تک ملکی معیشت کو سود سے پاک کرنے کے لئے ڈیڈ لائن دی۔

2001ء میں پرویز مشرف حکومت کی ایماء پر یو بی ایل نے ایک اور اپیل دائر کی جس کی سماعت کے دوران حکومت کو ایک سال کا مزید وقت مل گیا۔ اس عرصے میں شریعت اپیلٹ بنچ کے ججوں کو تبدیل کر کے ایسے ابن الوقت اور نام نہاد روشن خیال لوگوں کو سامنے لایا گیا جنہوں نے حکومت کو سودی سلسلہ جاری رکھنے کا عندیہ دیا اور پھر سود کے خاتمے کی کوششیں کسی سردخانے میں پڑی رہیں۔

> کل کلاں یہ کہا جائے گا کہ ملک لوٹنے والوں سے بھی اللہ پوچھے گا، ڈاکے ڈالنے والوں سے بھی اللہ پوچھے گا۔ دہشت گردی کرنے والوں سے بھی اللہ پوچھے گا ہم سپریم کورٹ کے باہر مدرسہ کھول کر ان جرائم کی برائیاں لوگوں کے سامنے واضح نہیں کر سکتے

حال ہی میں سپریم کورٹ میں سود کے حوالے سے دائر کردہ ایک درخواست کو خارج کرتے ہوئے جسٹس سرمد جلال عثمانی نے جو ریمارکس دیئے اس نے اس پاکستانی معیشت اور سود کے معاملے کو پھر سے موضوع بحث بنا دیا۔ جسٹس سرمد جلال عثمانی کے ریمارکس پر پوری قوم شدید صدمے سے دوچار ہوئی۔

جسٹس سرمد عثمانی نے کہا کہ سپریم کورٹ کے باہر مدرسہ کھول کر لوگوں کو سود کی حرمت کا درس نہیں دیا جا سکتا جو سود لیتے ہیں ان سے اللہ پوچھے گا۔ جسٹس سرمد کے ان ریمارکس کے بارے میں تو صرف اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ صرف سود لینے والوں سے ہی نہیں بلکہ سودی نظام کا تحفظ کرنے والوں سے بھی اللہ پوچھے گا انشاءاللہ۔ تاہم ان کے ان ریمارکس نے سود کے معاملے میں بیوروکریسی، عدلیہ اور دیگر حکومتی کل پرزوں کا طرز عمل اور سوچ بے نقاب کر دی ہے۔ اگر اسی منطق کو تسلیم کر لیا جائے تو کل کلاں یہ کہا جائے گا کہ ملک لوٹنے والوں سے بھی اللہ پوچھے گا ڈاکے ڈالنے والوں سے بھی اللہ پوچھے گا، دہشت گردی کرنے والوں سے بھی اللہ پوچھے گا ہم سپریم کورٹ کے باہر مدرسہ کھول کر ان جرائم کی برائیاں لوگوں کے سامنے واضح نہیں کر سکتے۔

سپریم کورٹ میں پیش آنے والے اس تازہ واقعے نے بہت سے پرانے زخم ہرے کر دیئے ہیں اور دلی صدمہ ہوا کہ وطن عزیز میں سود جیسے انتہائی نازک معاملے کو کس طرح بازیچہ اطفال بنایا گیا اور وقتی ٹوٹی کمیٹیوں سے لے کر، اعصاب شکن عدالتی جدوجہد تک ایک خدائی حکم کے ساتھ محض اپنے مفادات کے لئے کس بھونڈے انداز سے کھلواڑ کیا گیا۔ بیوروکریسی، عدلیہ، سرمایہ داروں اور بین الاقوامی ساہوکاروں کے مفادات نگہبانوں کے طرز عمل سے زیادہ مذہبی جماعتوں اور دینی شخصیات کا طرز عمل باعث حیرت ہے۔ ہمارے ہاں کئی معاملات کو قومی ایشو بنایا جاتا ہے، صدائے احتجاج بلند ہوتی ہے، جلوس نکلتے ہیں، احتجاج ریکارڈ کروائے جاتے ہیں لیکن اس اتنے بڑے معاملے میں ہر طرف ہُو کا عالم ہے، عجیب سی بے حسی ہے۔ یہ صورتحال ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ ☆☆☆

سودی معیشت اور امتِ مسلمہ

ایوب بیگ مرزا

جس شخص نے بھی قرآن کریم کو دل کی آنکھوں سے پڑھا ہے اور جس شخص کے کان محسن انسانیت، نبی آخرالزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات سے خوب آشنا ہیں، وہ سودی معیشت کی شناعت اور خباثت سے اچھی طرح واقف ہے۔ نظریاتی سطح پر شرک اور عملی طور پر سودی لین دین اسلام میں بدترین گناہ ہیں۔ مشرکانہ نظریات اسلام کی اصل اور بنیاد کی ضد ہیں۔ اسلام کی پہلی اور بنیادی شرط یہ تسلیم کرنا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ واحد ہے، لاشریک ہے، قادر مطلق ہے، وہ خالق ہے، باقی سب مخلوق۔ اُس کی حکومت میں کسی کو کسی بھی سطح پر دخیل ہونے کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں، حتی کہ انبیاء اور رُسل جو بلاشک وشبہ کائنات میں اس کی بہترین اور محبوب مخلوق ہیں، بھی قدم قدم پر اور لحظہ بہ لحظہ اس کے احکام کی تعمیل کے پابند ہیں۔ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اللہ پاک نے اپنی اس بہترین تخلیق کو بہترین نظام حیات عطا فرمایا اور اپنے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اس کی تفصیلات اور جزئیات کو انتہائی احسن طریقے سے کھول کر رکھ دیا۔

سود یا سودی لین دین انسان کے ہاتھوں انسان کے استحصال کا بدترین اور انتہائی ظالمانہ ذریعہ ہے۔ یہ بات ناقابل تردید ہونے کے یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ سودخوری سے انسان انسان کا خون پیتا ہے۔ سرمایہ محنت کو بڑی سفاکی سے نگل جاتا ہے۔ اللہ رب العزت اپنی مقدس کتاب کی سورۂ بقرہ آیت: ۲۷۸ میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جتنا سود تمہارا باقی رہ گیا ہے، اُس کو چھوڑ دو، اگر واقعی تم ایمان رکھتے ہو۔''

یہ آیت واضح اشارہ کرتی ہے کہ گویا یہ ایمان حقیقی کی شرط ہے جبکہ اگلی آیت میں ایسی دوٹوک بات کہہ دی جو کسی دوسرے گناہ کے بارے میں نہ کہی گئی، حتی کہ زنا اور ناحق قتل عمد جیسے کبیرہ گناہوں کے بارے میں بھی نہیں، فرمایا:

ترجمہ: ''لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف جنگ ہے اور اگر توبہ کرلو (اور سود چھوڑ دو) تو تم اپنا اصل سرمایہ لینے کے حق دار ہو، نہ ظلم کرو، نہ تم پر ظلم کیا جائے۔''

اس سے پہلے اللہ تعالیٰ اسی سورۃ کی آیت: ۲۷۵ میں سودخور کے آخرت میں انجام کا ذکر فرما چکے ہیں:

''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گے جیسے کسی کو شیطان نے چھو کر دیوانہ بنا دیا ہو۔''

سود کے بارے میں فرمودات نبوی پر غور کیا جائے تو رتی بھر ایمان والے انسان کا جسم بھی کپکپا جائے۔ ابوداؤد کی روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے سود لینے والے پر، سود دینے والے پر، اس کے گواہ پر اور اس کے لکھنے والے پر۔ ابن ماجہ کے مطابق سود کے گناہ کے ستر حصے ہیں، کم ترین یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے۔

اس پس منظر میں کوئی مسلمان انفرادی سطح پر یا کوئی گروہ یا ادارہ اجتماعی سطح پر حیلہ سازی کرے یا کٹ حجتی کا مرتکب ہو یا علمی تحقیق کے نام پر احمقانہ بلکہ جاہلانہ ہیر پھیر سے کام لیتے ہوئے سودی معیشت کی گنجائش پیدا کرے تو ایسا فرد اپنی ذات کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اگر مرنے سے پہلے تائب نہیں ہوتا تو اس نے اپنی آخرت تباہ و برباد کرلی۔ اجتماعی سطح پر بھی سودی لین دین ملک وقوم کو تباہ و برباد کرتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ طاغوتی قوتیں بیسویں صدی کے آغاز میں اس نتیجے پر پہنچ گئی تھیں کہ جغرافیائی لحاظ سے کمزور ممالک پر اپنا عسکری تسلط قائم رکھنا اب ممکن نہیں رہا، لہٰذا سودی معیشت جو سرمایہ دارانہ نظام کی روح رواں ہے، اسے دنیا کے اکثریتی حصے پر مسلط کردیا گیا۔ اب مقبوضہ علاقوں میں انہیں اپنے وائسرائے، گورنر اور ڈی سی مقرر کرنے کی ضرورت نہ رہی۔ عنان حکومت مقامی لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اور یہ مقامی حکمران معاشی محتاجی کی وجہ سے ان قوتوں کے غلام ہیں۔ انہیں اپنے عالمی آقاؤں کے مفادات کا تحفظ ہر صورت کرنا ہے، چاہے ایسا کرتے وقت ان کے اپنے ملک اور قوم کا مفاد عالمی غالب قوتوں کے مفاد سے ٹکراتا ہی کیوں نہ ہو۔ اب کمزور ممالک پر اپنا تسلط قائم رکھنے کے لئے انہیں بڑی افرادی قوت کی

ضرورت نہیں، پس پردہ رہنے کی وجہ سے وہ غریب ممالک کے عوام کی لعن طعن اور غیظ وغضب کا نشانہ بھی نہیں بنتے۔ اسلام دشمن قوتیں اٹھارہویں اور انیسویں صدی سے مسلسل مسلمانوں کو شکست دے رہی تھیں اور بالآخر بیسویں صدی کے آغاز میں خلافت کا تیا پانچہ کرنے میں کامیاب ہوگئیں۔ بہت سے مسلمان ممالک کو مختلف عصبیتوں کی بنیاد پر چھوٹے چھوٹے ملکوں میں تقسیم کردیا گیا۔

اس شکست و ریخت کے باوجود اسلام دشمن قوتیں جانتی ہیں کہ مسلمان ایک نظریاتی امت ہے۔ بنیادی طور پر یہ جغرافیہ اور زمین سے جڑی ہوئی نہیں۔ باوجود اس کے کہ دشمن امت مسلمہ کو زمین پر گرا کر اس کے سینے پر کھڑا ہے، لیکن اس پر یہ گھبراہٹ بہرحال طاری ہے کہ یہ شیر پھر کہیں ہوشیار نہ ہوجائے اور اسلام کا انقلابی نظریہ ان کے نیم مردہ تن میں جان نہ ڈال دے، لہٰذا وہ دنیا بھر میں کہیں بھی سیاسی اسلام یا نظام خلافت کو کسی صورت قائم نہیں ہونے دے رہے۔ یہ نتیجہ محض جنگی قوت سے حاصل نہیں کیا گیا۔ آج چونکہ عسکری قوت معاشی قوت کے بل پر ہی ممکن ہے، لہٰذا مسلمانوں کو سودی قرضوں میں جکڑ دیا گیا تاکہ مقامی حکمران اپنے ممالک میں اسلام دشمن قوتوں کے ایجنڈے کی تکمیل میں حائل نہ ہوں۔ ہر وہ شخص جو پاکستان کی سیاسی تاریخ پر دیانت داری سے نظر ڈالے گا، اس نتیجے پر پہنچے گا کہ عالمی قوتوں نے پاکستان کے حکمرانوں کو اپنے احکام کا تابع بنانے کے لئے یہی طریقہ اختیار کیا۔

ایوب خان کے دور میں صنعتی ترقی کا بڑا شور و غوغا تھا۔ حقیقت میں اسی دور میں ہمیں یہ نشہ لگایا گیا۔ ترقی کے سبز باغ دکھا کر ہمیں سودی معیشت کا خوگر بنایا گیا۔ آج حال یہ ہے کہ قرضے اور سود در سود کے وبال نے ہمیں آلیا ہے۔ آج پاکستان میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ ایک لاکھ ایک ہزار روپے کا پیدائشی طور پر مقروض ہوتا ہے۔ بعد میں آنے والے سیاسی اور فوجی حکمرانوں نے غیر ملکی قرضے لئے اور صنعتیں قائم کرنے کی بجائے خود ہڑپ کرگئے۔ معاشی محتاجی سودی معیشت کا سب سے غلیظ اور گندا تحفہ ہے۔ سودی معیشت کے ہوتے ہوئے تو اسلام کے نظام عدل اجتماعی کا سوچا بھی نہیں جاسکتا۔ شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پی سکتے ہیں، لیکن اسلامی نظام اور سودی معیشت یکجا نہیں ہوسکتے۔

بعض لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں بلکہ صحیح تر الفاظ میں حیلہ کرتے ہیں کہ بینکوں کا سود ربا نہیں، یہ کاروباری لین دین ہے جبکہ مہاجن کا سود (یعنی پرائیوٹ طور پر کسی سے سود پر قرض لینا) حقیقت میں وہ سود ہے، جسے قرآن ربا قرار دیتا ہے، یہ عذر گناہ بدتر از گناہ والی بات ہے۔ پاکستان وہ خطہ زمین ہے، جو اللہ تعالیٰ سے اس وعدے پر حاصل کیا گیا تھا کہ ہم یہاں پر تیرا اور تیرے حبیب کا نظام نافذ کریں گے، لہٰذا پاکستان میں سودی معیشت کا رائج ہونا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اعلانِ بغاوت ہے، جس کا نتیجہ دنیا وآخرت میں خسارے کے سوا کچھ نکلنے والا نہیں۔ (روزنامہ اسلام کراچی ۲۳؍اکتوبر ۲۰۱۵ء)

ماہانہ تحفظ ختم نبوت تربیتی نشست

رپورٹ: مولانا مفتی محمد سعد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع غربی کراچی کے زیر اہتمام ہر اسلامی مہینہ کی دوسری جمعرات کو مغرب تا عشاء مرکز ختم نبوت جامع مسجد عائشہ صدیقہ نئی آبادی بلدیہ ٹاؤن میں ماہانہ تحفظ ختم نبوت تربیتی نشست کے عنوان سے مجلس منعقد ہوتی ہے۔ ماہ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ کی تربیتی نشست ۸؍محرم الحرام مطابق ۲۲؍اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز جمعرات مغرب تا عشاء منعقد ہوئی۔ تقریب کے مہمان خصوصی جامعہ عثمانیہ یوسف گوٹھ کراچی کے نائب مدیر حضرت مولانا عبدالعزیز ملازہی تھے۔ انہوں نے اپنے جامع خطاب میں کہا کہ محبت رسول کا جذبہ مسلمانوں کے ایمان کا تقاضا ہے۔ صحابہ کرامؓ سے لے کر اب تک کسی زمانہ میں بھی مسلمان اس جذبہ میں کمزوری کا شکار نہیں ہوئے۔ محبت رسول کے جذبہ سے سرشار ہوکر ہر زمانہ میں مسلمانوں نے دشمنانِ دین کو شکست سے دوچار کیا اور گستاخانِ رسول کو واصل جہنم کرکے کیفر کردار تک پہنچایا۔ عقیدہ ختم نبوت اسلام کی اساس ہے۔ انگریز نے اپنے غلام مرزا غلام احمد قادیانی کو اس مقصد کے لئے میدان میں اتارا تاکہ وہ مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد اور انگریزوں کی نفرت نکال دے، لیکن الحمدللہ! نہ جذبۂ جہاد کم ہوا اور نہ ہی انگریز کی نفرت مسلمانوں کے دلوں سے نکلی بلکہ ”مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی“ کے مصداق مسلمانوں نے انگریزی ایجنٹ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ناپاک ایجنڈے کو یکسر مسترد کیا۔ امت مسلمہ نے فتنۂ قادیانیت کا ایسا زبردست تعاقب کیا کہ اس فتنہ کو پارلیمنٹ سے بھی غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا۔ یہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی محنتوں کا نتیجہ ہے کہ آج قادیانیت کا کفر پوری دنیا میں بے نقاب ہوچکا ہے اور قادیانی پوری دنیا میں ذلیل ورسوا ہو رہے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع غربی کے مبلغ مولانا عبدالحی مطمئن نے اپنے بیان میں کہا کہ شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی باڈی گارڈ اور چوکیدار ہیں۔ یہ لوگ روز محشر سب سے زیادہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوں گے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے مستحق ٹھہریں گے۔ ہر مسلمان شفاعت نبوی کا محتاج ہے اور حصولِ شفاعت کے لئے تحفظ ختم نبوت سب سے قریب راستہ اور سب سے آسان ذریعہ ہے، لہٰذا اس عظیم سعادت کے حصول کے لئے مسلمان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شانہ بشانہ چل کر ہر پروگرام میں ضرور حصہ لیں۔ ہفت روزہ ختم نبوت، ماہنامہ لولاک اور دیگر کتب ورسائل اور لٹریچر کے ذریعہ معلومات حاصل کرکے اپنی اور دیگر مسلمانوں کے ایمان کی چوکیداری کریں۔ مولانا عبدالعزیز ملازہی کی دعا پر تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ تقریب میں بڑی تعداد میں اہل علاقہ کے علاوہ دینی مدارس کے طلباء نے شرکت کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ان کاوشوں کو قبول فرمائے۔ آمین۔

اولاد کی دینی تربیت

انتظار حسین اسعد قادری

''یا ایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم ناراً۔''

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔''

یہ حکم خداوندی اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی دین کی راہ پر ڈالے، سمجھا کر، ڈرا کر، پیار سے، مار سے، جس طرح ہو سکے دین دار بنانے کی کوشش کرے، اس پر بھی اگر وہ راہ راست پر نہ آئیں تو ان کی کم بختی، یہ بے قصور ہے۔

حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ: ''اپنے اہل کو علم وادب کی تعلیم دو۔'' (تفسیر ابن کثیر)

حضرت ابن عباسؓ ہدایت فرماتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دو اور گناہوں کی پاداش سے ڈراؤ اور ان کو ذکر الٰہی اور دوسرے ذکر و اذکار بجالانے کا حکم دو تا کہ اوامر بجالا کر وہ دوزخ کی آگ سے بچ جائیں۔

حضرت مجاہد نصیحت فرماتے ہیں کہ: انہیں اللہ سے ڈراؤ تا کہ اس کے اوامر پر چلیں اور نواہی سے دور رہیں اور خود بھی تقویٰ اور پرہیزگاری کی راہ اختیار کریں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی ہدایت اور نصیحت کرو اور گناہوں سے منع کرو۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ بچے جب سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز پڑھنے کو کہو اور جب دس برس کے ہو جائیں (اور نماز میں سستی کریں) تو انہیں مار کر نماز پڑھاؤ۔

حضرات فقہائے عظام فرماتے ہیں کہ اسی طرح روزہ رکھنے کی بھی ہدایت کرنی چاہئے اور تنبیہ اس عمر سے شروع کرنی چاہئے تا کہ بالغ ہو کر پوری طرح عبادت، نماز اور روزے کے عادی ہو جائیں اور گناہوں سے دور ہو جائیں اور منکرات شرعیہ کے مرتکب نہ ہوں۔

تربیت کا اثر:

حدیث شریف میں وارد ہے کہ ہر بچہ فطرت (توحید و اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، لیکن اس کے ماں، باپ اس کو یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔ جس طرح تمہارے مویشیوں کے بچے صحیح سالم پیدا ہوتے ہیں، کیا ان میں تم کو کوئی کن کٹا ملتا ہے؟ تم خود ان کو کن کٹا کر لیتے ہو۔ (بخاری شریف)

ہر بچہ صحیح فطرت کے ساتھ پیدا ہوتا ہے، پھر ماحول اس پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو جب کہ مٹی بھی خوشبو اور بدبو کا اثر اپنے اندر جذب کر لیتی ہے۔

حضرت شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں: ''غسل خانے میں میرے لئے گاچنی مہیا کی، جس سے خوشبو آ رہی تھی، میں نے اس سے پوچھا کیا تو مشک ہے یا عنبر؟ کیونکہ تیری دلآویز خوشبو نے مجھے مست کر ڈالا ہے:

بگفتا من گلے ناچیز بودم
لیکن مدتے باگل نشستم

جمال ہم نشین در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

''گاچنی نے زبان حال سے مجھے جواب دیا کہ میں وہی حقیر مٹی ہوں لیکن کچھ عرصے تک میں پھولوں کے ساتھ رہی ہوں، پھولوں کی خوشبو نے مجھ میں اپنا اثر چھوڑا ہے ورنہ درحقیقت میں وہی ناچیز خاک ہوں۔''

یاد رکھئے کہ بچے کی اصلاح کا پہلا مدرسہ والدین کی گود ہے، والدین کے اخلاق کا بچے پر اثر ہوتا ہے، اس وقت بچے کی فطرت کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ وہ ہر رنگ کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے، اس کی حالت سفید کپڑے کی مانند ہوتی ہے جو رنگ چڑھاؤ چڑھ جاتا ہے۔ اس وقت بچے کی صحیح اور اسلامی معاشرت کے مطابق پرورش کرنا والدین کا اولین فریضہ ہے، جسے ہر عقل مند والدین کو فراموش نہ کرنا چاہئے۔

یہ بات ہمارے مشاہدے میں آ چکی ہے کہ جب زمین سے نئی فصل اُگتی ہے تو کسان کھیت کے چاروں طرف کانٹوں کی باڑ لگا کر اپنی کھیتی کی حفاظت بڑی محنت سے کرتا ہے، اسی طرح نومولود بچہ بھی بڑی حفاظت کا محتاج ہے تا کہ پاکیزہ فطرت کی صحیح طور پرورش ہو سکے اور گندا ماحول اسے خراب تباہ نہ کر دے۔

پہلے زمانہ کی مائیں بڑی نیک تھیں وہ چکی پیستی تھیں اور بچے کو گود میں لے کر اللہ، اللہ کی لوری بھی دیتی تھیں۔ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کا مشہور واقعہ ہے کہ جب آپ دین کا علم سیکھنے کے لئے بغداد کی طرف تشریف لے گئے تو ایک دن والدہ ماجدہ نے چالیس دینار آپ کے حوالے کئے اور یہ نصیحت فرمائی کہ بیٹا! ہر حال میں سچ بولنا، راستے میں ڈاکوؤں نے قافلہ پر حملہ کیا۔ قافلہ والوں نے اپنا مال چھپانے

کی کوشش کی، مگر آپ نے سچ کہہ دیا کہ میرے پاس اتنے دینار ہیں، اس سچی بات کا ڈاکوؤں پر یہ اثر ہوا کہ انہوں نے ڈاکہ زنی کے حرام پیشے سے توبہ کر لی اور نیک بن گئے۔

افسوس! لوگ اللہ تعالیٰ سے اولاد مانگتے ہیں مگر صحیح اسلامی طریقہ پر تربیت کی طرف پوری توجہ نہیں دیتے۔ دینی تعلیم کی طرف سے بے اعتنائی برتتے ہیں اور اولاد کو دوزخ سے بچانے کی فکر نہیں کرتے۔ والدین کو چاہئے کہ سب سے پہلے اولاد کو قرآن شریف پڑھائیں، نماز سکھائیں اور پڑھائیں۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی ہدایت کو اس ضمن میں ہمیشہ ذہن نشین رکھ کر اسے عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مسلمان عام طور پر فرض عین سے غافل ہیں۔ سورۂ تحریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''قوا انفسکم واھلیکم ناراً''

ترجمہ: ''اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو دوزخ سے بچاؤ۔''

یہ فرض کفایہ نہیں بلکہ فرض عین ہے کہ مسلمان جہاں اپنی نجات کی فکر کرتا ہے، وہاں اپنے بیوی بچوں کی بھی فکر کرے۔ یہ آپ کا فرض ہے کہ ان کو دین سکھائیں۔

حضرت سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندیؒ فرماتے ہیں کہ: ''بچوں کی تربیت اور ان کی تکلیف برداشت کرنے سے دل تنگ نہ ہونا چاہئے، کیونکہ اس میں بہت بڑے اجر کی امید ہے۔''

بچوں کی تربیت کا دستور العمل:

حضرت امام غزالیؒ نے بچوں کی تربیت کے لئے ایک بہترین دستور العمل تجویز فرمایا ہے، اسے ہر صاحب اولاد کو اپنا رہنما بنانا چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں: ''جاننا چاہئے کہ بیٹا (اولاد) ماں باپ کے ہاتھ میں امانت، بچے کا دل نفیس گوہر کی طرح پاک ہوتا ہے، اس میں موم کی مانند نقش بن سکتا ہے۔ وہ پیدا ہوتے وقت ان نقشوں سے خالی ہوتا ہے اور پاک زمین کی طرح ہوتا ہے، اس میں (نیکی یا بدی کا) جو بیج ڈالو گے وہی اُگے گا، اگر اس میں بھلائی کا بیج ڈالو گے تو وہ دین و دنیا کی سعادت پا لے گا، اس کے ثواب میں ماں باپ شامل ہوں گے اور اس کے برعکس اس میں بُرائی کا بیج ڈالو گے تو وہ بدبخت ہوگا اور جو بُرائی اس سے سرزد ہوگی، اس میں مذکورہ حضرات شامل ہوں گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔'' لہٰذا اولاد کو دنیا کی آگ سے بچانے سے زیادہ دوزخ کی آگ سے بچانا ضروری ہے، وہ اس طرح ہوگا کہ اسے با ادب رکھیں اور اچھے اخلاق سکھائیں، اسے بدکار دوستوں اور یاروں سے دور رکھیں۔ دراصل سارا فساد بُرے دوستوں سے پیدا ہوتا ہے۔ اسے ناز نعمت اور عمدہ و نفیس لباس کا خوگر نہ بنائیں، جب وہ بچپن میں ان کے بغیر صبر نہ کرے گا تو بڑا ہو کر ساری عمر ان کی طلب میں ضائع کر دے گا۔ لہٰذا ابتداء ہی سے یہ کوشش بھی ہونی چاہئے کہ دودھ پلانے والی (ماں یا دوسری عورت) صلاحیت والی اور نیک خصلت ہو، حلال کھانے والی ہو کیونکہ دودھ پلانے والی کی بُری خصلت بچے پر اثر کرتی ہے اور حرام کھانے سے جو دودھ پیدا ہوگا وہ حرام ہوگا اور جب بچے کا گوشت اس حرام دودھ سے بنے گا تو اس کی طبیعت میں اس کی مناسبت پیدا ہوگی اور یہ بات اس کے بالغ ہونے کے بعد ظاہر ہوگی، جب بچہ بولنے لگے تو چاہئے کہ اس کا پہلا سخن ''اللہ'' ہو۔ اس بات کی اسے تلقین کریں۔''

جب بچہ اس قابل ہو جائے کہ بعض چیزوں سے شرم کرنے لگے تو یہ اس بات کی بشارت ہے کہ اس پر نور عقل نے پرتو ڈالا ہے۔ لہٰذا یہ عقل اس پر شرم کو مسلط کرتی ہے اور اسے ہر بُرائی سے شرمندگی ہوتی ہے، اول چیز جو بچے میں پیدا ہوتی ہے وہ کھانے پینے کی خواہش ہے، لہٰذا اس وقت اسے کھانے پینے کے شرعی آداب سکھانے چاہئیں کہ وہ کھاتے وقت بسم اللہ شریف پڑھے، دائیں ہاتھ سے کھائے پیئے۔ جلدی جلدی نہ کھائے اور خوب چبا کر کھائے اور دوسروں کے لقمہ کی طرف نہ دیکھے، لقمہ اپنے سامنے سے اٹھائے اپنے ہاتھ اور کپڑے آلودہ نہ کرے، کبھی کبھی بغیر سالن کے کھانے کی عادت بنائے زیادہ کھانے کی بُرائی اسے بتائے اور کہیں کہ پُرخوری جانوروں اور بے عقلوں کا کام ہے زیادہ کھانے والے بچوں کی بُرائی اس کے سامنے بیان کریں اور ... والے بچوں کی تعریف کریں تاکہ اچھا کام کر کے اپنی تعریف کرانے کا جذبہ اس میں پیدا ہو۔

جب بچے کو مکتب (مدرسے) میں بھیجیں تو قرآن مجید پڑھائیں اسے اس وقت نیکوں اور پرہیزگاروں کی باتوں اور حکایتوں اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور سلف صالحین کی سیرتوں کو اپنانے میں مشغول رکھیں اور آزاد نہ چھوڑیں کہ وہ جن اشعار میں عشق کی باتیں اور عورتوں کی خوبصورتی وغیرہ کی تعریف ہو ان کو پڑھنے نہ لگ جائے: ڈائجسٹوں، ناولوں اور اشعار وغیرہ سے احتیاط رکھیں۔

جب بچہ کوئی نیک کام کرے اور اس میں نیک خصلت پیدا ہو تو اس بات پر اس کی تعریف کریں اسے کوئی چیز دیں جسے لے کر وہ خوش ہو جائے اور اس کے اچھے کام اور نیک خصلت کی لوگوں میں تعریف کریں، اگر بچہ کوئی خطا کرے تو ایک دو بار انجان بن جائیں گویا کہ آپ نے اس کو خطا کرتے دیکھا ہی نہیں، تاکہ اسے رسوا کرنے والی بات سننی نہ پڑے۔

خاص طور پر جب چھپا کر خطا کرے تو انجان بن جانا چاہئے، کیونکہ اس بارے میں اسے زیادہ بار جھڑکا جائے تو وہ دلیر ہو جائے گا اگر وہ دوبارہ خطا کرے تو ایک مرتبہ چھپ کر اسے ملامت کریں اور کہیں کہ خبردار! تیری اس خطا کا کسی کو پتہ نہ چلے ورنہ لوگوں میں رسوا ہو جائے گا اور لوگ تجھے کچھ بھی نہ چاہیں گے اس طرح اسے آئندہ خطا کرنے سے روکیں۔

باپ کو چاہئے کہ اپنی حشمت کے ساتھ اس پر نگاہ رکھے اور ماں کو چاہئے کہ اسے باپ سے ڈراتی رہے، ہر روز ایک گھڑی کے لئے کھیل سے نہ روکیں تاکہ وہ خوش رہے اور تنگ دل نہ ہو جائے، کیونکہ تنگ دلی سے بدخوئی پیدا ہوتی ہے اور دل اندھا ہو جاتا ہے، اسے یہ بات بھی سکھائی چاہئے کہ وہ ہر کسی سے "تواضع" کے ساتھ پیش آئے اور دوسرے لڑکوں پر فخر نہ کرے اور لاف زنی (شیخی) سے کنارہ کرے اور دوسرے لڑکوں سے کچھ ان کو نہ دے اسے سمجھائیں کہ دوسرے لڑکوں سے کچھ لینا فقیروں اور بے ہمتوں کا کام ہے ایسے راہ پر ڈالنا چاہئے کہ دوسروں سے سونا چاندی، نقد رقم یا دوسری کوئی چیز نہ لے ورنہ اس عادت سے وہ برباد ہو جائے گا۔ اسے سکھائیں کہ لوگوں کے روبرو نہ تھوکے اور نہ ہی ناک صاف کرے اور لوگوں کی طرف پیٹھ کر کے نہ بیٹھے اور ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ نہ مارے کیونکہ ایسا کرنا کاہلی کی نشانی ہے۔

اور یہ بھی اسے سمجھائیں کہ زیادہ نہ بولا کرے اور قسم ہرگز نہ کھائے، جب اس سے کوئی نہ پوچھے تب تک بات نہ کرے اور جو اس سے بڑا ہو اسے چاہئے کہ وہ اس کی عزت کرے اور اس کے آگے آگے نہ چلے اسے بتائیں کہ جب کبھی استاد اسے مارے تو وہ چیخ و پکار نہ کرے اور سفارش نہ کرائے اور صبر کرے، اسے ہدایت کریں کہ مردوں کا کام تحمل کرنا ہے رونا اور چلانا عورتوں کا کام ہے، جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو محبت و پیار کے ساتھ اس کو طہارت (وضو) اور نماز کی ہدایت کریں، جب دس برس کا ہو جائے اور نماز میں کوتاہی کرے تو اسے ماریں اور اسے ادب سکھائیں۔ چوری، حرام خوری اور جھوٹ بولنے کی بُرائی بیان کریں۔ مثلاً اس وقت اسے کہیں کہ کھانے پینے کا مقصد یہ ہے کہ بندہ میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے کی طاقت پیدا ہو اور نماز سے مقصود آخرت کے لئے نیک اعمال کا توشہ حاصل کرنا ہے۔ دنیا تو ہمیشہ کسی کا ساتھ نہیں دیتی، موت جلد اچانک آ جاتی ہے اور عقلمند وہ ہے جو دنیا سے آخرت کا توشہ نیک اعمال کا سرمایہ حاصل کرے تاکہ جنت اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سے ہمکنار ہو جائے۔ اسے جنت دوزخ کی صفتیں بھی بتائیں نیک و بد کا ثواب اور عذاب بھی اسے ذہن نشین کریں، جب آپ ابتداء ہی سے ادب کے ساتھ بچے کی پرورش کریں گے تو یہ بات اس کے دل میں پتھر پر نقش کی طرح جم جائیں گی، جیسے دیوار سے خاک جھڑ جاتی ہے، یہ باتیں اس کے دل میں اثر نہ کریں گی۔ حضرت سہل تستریؒ فرماتے ہیں کہ: میں تین سال کا تھا کہ رات کو ماموں جان نماز پڑھ رہے تھے، ایک بار انہوں نے فرمایا بیٹا! جس اللہ تعالیٰ نے تجھے پیدا کیا تو اسے کیوں یاد نہیں کرتا؟ میں نے عرض کیا کہ ماموں جان کیسے یاد کروں؟ آپ نے فرمایا کہ رات کو جب بچھونے پر سونے لگے تو تین بار دل سے یوں کہہ لیا کر کہ: (۱) خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے، (۲) خدا تعالیٰ میری طرف نظر رکھتا ہے، (۳) خدا تعالیٰ مجھے دیکھتا ہے۔

حضرت سہل تستریؒ فرماتے ہیں کہ جب چند راتیں میں نے یہ ورد کیا اس کے بعد میرے ماموں نے فرمایا کہ ہر رات گیارہ مرتبہ کہا کر، میں نے ایسا ہی کیا، میرے دل میں اس کی حلاوت پیدا ہوگئی، اس طرح ایک سال گزر گیا تو میرے ماموں نے فرمایا کہ میں نے تجھے جو عمل بتایا ہے اسے ساری عمر یاد رکھنا، جب تک کہ تجھے قبر میں دفن نہ کیا جائے، کیونکہ یہ تیرا اس جہاں اور اُس جہاں میں مددگار ہوگا، کئی سال تک میں یہ ورد کرتا رہا اور اس کی حلاوت میرے دماغ میں سما گئی پھر ایک دن میرے ماموں نے مجھے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ رہتا ہے اور جس کی طرف دیکھتا ہے اسے ہرگز گناہ نہ کرنا چاہئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھتا ہے، پھر مجھے معلم کے پاس بھیجا، میرا دل گھبرایا، میں نے کہا کہ ہر روز ایک گھڑی کے لئے معلم کے پاس بھیجا کرو اور اس سے زیادہ وقت کے لئے نہ بھیجیں، میں نے جب قرآن شریف پڑھ لیا تو اس وقت میں سات برس کا تھا، جب میں دس برس کا ہوا تو لگاتار روزے رکھتا اور جو کی روٹی کھاتا، بارہ برس کی عمر تک میں نے ایسا ہی کیا، جب میری عمر تیرہ سال کی ہوئی تو ایک مسئلہ میرے دماغ آیا، سب علماء کرام سے دریافت کیا مگر کوئی بھی حل نہ کر سکا، مجھے ایک عابد کا پتا بتایا گیا کہ میں اس کے پاس جاؤں، انہوں نے وہ مسئلہ حل کر دیا۔ مدت تک میں ان کی خدمت میں رہا پھر واپس میں اپنے شہر تستر میں آیا اور چاندی کے ایک درہم کے میں نے جو خریدے اور جو کی روٹی سے میں روزہ کھولتا، اس کے ساتھ کوئی سالن نہ ہوتا اور سال بھر کے لئے میرے لئے چاندی کے ایک درہم کے جو کافی ہوتے۔

ایک مرتبہ میں نے قصد کیا کہ تین رات دن کچھ نہ کھاؤں، میں جب اس پر قادر ہو گیا تو پانچ روز تک پہنچا اور پھر سات دن تک اسی طرح پچیس دن تک پہنچا اور کچھ نہ کھانا اور بیس برس تک اسی حال پر صبر کیا اور ساری رات عبادت کرتا، یہ حکایت اس لئے بیان کی ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ جو بڑا کام ہو اس کا بیج بچپن میں ڈالنا چاہئے۔ (کیمیائے سعادت) ☆☆

ختم نبوت کا معنی و مفہوم

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

اللہ رب العزت نے نبوت کی ابتداء سیدنا آدم علیہ السلام سے فرمائی اور اس کی انتہا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی۔ آپ آخرالانبیاء ہیں، آپ کے بعد کسی کو نبی نہ بنایا جائے گا۔ اس عقیدہ کو شریعت کی اصطلاح میں عقیدۂ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت:

ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے، جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار کئے گئے ہیں، اور عہد نبوت سے لے کر اس وقت تک ہر مسلمان کا اس پر ایمان رکھتا آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلاکسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبیین ہیں۔

الف:...... قرآن مجید کی ایک سو آیات کریمہ

ب:...... رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ (دوسو دس احادیث مبارکہ) سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔

ج:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر منعقد ہوا، چنانچہ امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اپنی آخری کتاب ”خاتم النبیین“ میں تحریر فرماتے ہیں:

”واوّل اجماعے کہ دریں امت منعقد شدہ اجماع بر قتل مسیلمہ کذاب بودہ کہ بسبب دعویٰ نبوت بود، شنائع دگروے صحابہؓ را بعد قتل وے معلوم شدہ، چنانکہ ابن خلدون آوردہ سپس اجماع بلافصل قرناً بعد قرن بر کفر وارتداد و قتل مدعی نبوت ماندہ و ہیچ تفصیلے از بحث نبوت تشریعیہ و غیر تشریعیہ نبودہ۔“

ترجمہ: ”اور سب سے پہلا اجماع جو اس امت میں منعقد ہوا وہ مسیلمہ کذاب کے قتل پر اجماع تھا، جس کا سبب صرف اس کا دعویٰ نبوت تھا، اس کی دیگر گھناؤنی حرکات کا علم صحابہ کرامؓ کو اس کے قتل کے بعد ہوا تھا، جیسا کہ ابن خلدونؒ نے نقل کیا ہے، اس کے بعد قرناً بعد قرن مدعی نبوت کے کفر وارتداد پر ہمیشہ اجماع بلافصل رہا ہے، اور نبوت تشریعیہ یا غیر تشریعیہ کی کوئی تفصیل کبھی زیر بحث نہیں آئی۔“

(خاتم النبیین ص:۶۷ ترجمہ ص:۱۹۷)

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے اپنی تصنیف ”مسک الختام فی ختم نبوت سید الانام“ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

”امت محمدیہ میں سب سے پہلا اجماع جو ہوا، وہ اسی مسئلہ پر ہوا کہ مدعی نبوت کو قتل کیا جائے۔“ (احتساب قادیانیت ج:۲، ص:۱۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں اسلام کے تحفظ و دفاع کے لئے جتنی جنگیں لڑی گئیں، ان میں شہید ہونے والے صحابہ کرامؓ کی کل تعداد ۲۵۹ ہے۔ (رحمۃ للعالمین ج:۲، ص:۲۱۳ قاضی سلمان منصور پوریؒ) اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ و دفاع کے لئے اسلام کی تاریخ میں پہلی جنگ جو سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے میدان میں لڑی گئی، اس ایک جنگ میں شہید ہونے والے صحابہؓ اور تابعینؒ کی تعداد بارہ سو ہے۔ (ختم نبوت کامل ص:۳۰۴ حصہ سوم از مفتی محمد شفیعؒ)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی کل کمائی اور گراں قدر اثاثہ حضرات صحابہ کرامؓ ہیں، جن کی بڑی تعداد اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے جام شہادت نوش کرگئی۔ اس سے ختم نبوت کے عقیدہ کی عظمت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ انہی حضرات صحابہ کرامؓ میں سے ایک صحابی حضرت حبیب بن زید انصاری خزرجیؓ کی شہادت کا واقعہ ملاحظہ ہو:

”حبیب بن زید ...... الانصاری الخزرجی ...... ھو الذی ارسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی مسیلمۃ الکذاب الحنفی صاحب الیمامہ فکان مسیلمۃ اذا قال لہ اتشھد ان محمدا رسول اللہ قال نعم واذا قال اتشھد انی رسول اللہ قال انا اصم لا اسمع ففعل ذلک مرارا فقطعہ مسیلمۃ عضوا عضوا فمات شھیدا۔“

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ج:۱، ص:۳۷۰)

ترجمہ: ”حضرت حبیب بن زید انصاریؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمامہ کے قبیلہ بنو حنیفہ کے مسیلمہ کذاب کی طرف بھیجا، مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیبؓ کو کہا کہ کیا تم گواہی

دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ حضرت حبیبؓ نے فرمایا ہاں، مسیلمہ نے کہا کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں (مسیلمہ) بھی اللہ کا رسول ہوں؟ حضرت حبیبؓ نے جواب میں فرمایا کہ میں بہرا ہوں تیری یہ بات نہیں سن سکتا، مسیلمہ بار بار سوال کرتا رہا، وہ یہی جواب دیتے رہے اور مسیلمہ ان کا ایک ایک عضو کاٹتا رہا حتی کہ حبیبؓ بن زید کی جان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کو شہید کر دیا گیا۔"

اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ مسئلہ ختم نبوت کی عظمت واہمیت سے کس طرح والہانہ تعلق رکھتے تھے، اب حضرات تابعینؒ میں سے ایک تابعیؒ کا واقعہ بھی ملاحظہ ہو: ''حضرت ابومسلم خولانیؒ جن کا نام عبداللہ بن ثوبؒ ہے اور یہ امت محمدیہ (علی صاحبہا السلام) کے وہ جلیل القدر بزرگ ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے آگ کو اسی طرح بے اثر فرمادیا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آتش نمرود کو گلزار بنادیا تھا۔ یہ یمن میں پیدا ہوئے تھے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک ہی میں اسلام لاچکے تھے لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا موقع نہیں ملا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری دور میں یمن میں نبوت کا جھوٹا دعویدار اسود عنسی پیدا ہوا۔ جو لوگوں کو اپنی جھوٹی نبوت پر ایمان لانے کے لئے مجبور کیا کرتا تھا۔ اسی دوران اس نے حضرت ابو مسلم خولانیؒ کو پیغام بھیج کر اپنے پاس بلایا اور اپنی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی، حضرت ابومسلمؒ نے انکار کیا پھر اس نے پوچھا کہ کیا تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھتے ہو؟ حضرت ابومسلم نے فرمایا ہاں، اس پر اسود عنسی نے ایک خوفناک آگ دہکائی اور حضرت ابومسلمؒ کو اس آگ میں ڈال دیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آگ کو بے اثر فرمادیا، اور وہ اس سے صحیح سلامت نکل آئے۔ یہ واقعہ اتنا عجیب تھا کہ اسود عنسی اور اس کے رفقاء پر ہیبت سی طاری ہوگئی اور اسود کے ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا کہ ان کو جلاوطن کردو، ورنہ خطرہ ہے کہ ان کی وجہ سے تمہارے پیروؤں کے ایمان میں تزلزل نہ آجائے، چنانچہ انہیں یمن سے جلاوطن کردیا گیا۔ یمن سے نکل کر ایک ہی جائے پناہ تھی، یعنی مدینہ منورہ، چنانچہ یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چلے، لیکن جب مدینہ منورہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ آفتاب رسالتؐ روپوش ہوچکا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرماچکے تھے، اور حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ بن چکے تھے، انہوں نے اپنی اونٹنی مسجد نبویؐ کے دروازے کے پاس بٹھائی اور اندر آکر ایک ستون کے پیچھے نماز پڑھنی شروع کردی۔ وہاں حضرت عمرؓ موجود تھے۔ انہوں نے ایک اجنبی مسافر کو نماز پڑھتے دیکھا تو ان کے پاس آئے اور جب وہ نماز سے فارغ ہوگئے تو ان سے پوچھا: آپ کہاں سے آئے ہیں؟ یمن سے! حضرت ابومسلمؒ نے جواب دیا۔ حضرت عمرؓ نے فوراً پوچھا: اللہ کے دشمن (اسود عنسی) نے ہمارے ایک دوست کو آگ میں ڈال دیا تھا، اور آگ نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا تھا، بعد میں ان صاحب کے ساتھ اسود نے کیا معاملہ کیا؟ حضرت ابومسلمؒ نے فرمایا: ان کا نام عبداللہ بن ثوب ہے۔ اتنی دیر میں حضرت عمرؓ کی فراست اپنا کام کرچکی تھی، انہوں نے فوراً فرمایا: میں آپ کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ ہی وہ صاحب ہیں؟ حضرت ابومسلم خولانیؒ نے جواب دیا: ''جی ہاں!'' حضرت عمرؓ نے یہ سن کر فرط مسرت ومحبت سے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا، اور انہیں لے کر حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں پہنچے، انہیں صدیق اکبرؓ کے اور اپنے درمیان بٹھایا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے موت سے پہلے امت محمدیہ کے اس شخص کی زیارت کرادی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسا معاملہ فرمایا تھا۔"

(حلیۃ الاولیاء ص:۱۲۹، ج:۲، تہذیب، تاریخ ابن عساکر ص:۳۱۵، ج:۷، جہاں دیدہ و ترجمان السنۃ)

منصب ختم نبوت کی خصوصیات:

قرآن مجید میں ذات باری تعالیٰ کے متعلق ''رب العالمین'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے لئے ''رحمۃ للعالمین'' اور بیت اللہ شریف کے لئے ''ھدی للعالمین'' فرمایا گیا ہے، اس سے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی آفاقیت و عالمگیریت ثابت ہوتی ہے، وہاں آپؐ کے وصف ختم نبوت کا اختصاص بھی آپؐ کی ذات اقدس کے لئے ثابت ہوتا ہے، اس لئے کہ پہلے تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے علاقہ، مخصوص قوم اور مخصوص وقت کے لئے تشریف لائے، جب آپ تشریف لائے تو حق تعالیٰ نے کل کائنات کو آپ کی نبوت ورسالت کے لئے ایک اکائی (ون یونٹ) بنادیا۔

جس طرح کل کائنات کے لئے اللہ تعالیٰ ''رب'' ہیں، اسی طرح کل کائنات کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ''نبی'' ہیں۔ یہ صرف اور صرف آپ کا اعزاز واختصاص ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے جن چھ خصوصیات کا ذکر فرمایا ان میں سے ایک یہ بھی ہے:

''ارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون''

ترجمہ: ''میں تمام مخلوق کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا اور مجھ پر نبوت کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کی امت آخری امت ہے، آپ کا قبلہ آخری قبلہ (بیت اللہ شریف) ہے، آپ پر نازل شدہ کتاب آخری آسمانی کتاب ہے۔ یہ سب آپ کی ذات کے ساتھ منصب ختم نبوت کے اختصاص کے تقاضے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے پورے کردیے، چنانچہ قرآن مجید کو ذکر للعالمین اور بیت اللہ شریف کو ھدی للعالمین کا اعزاز بھی آپ کی ختم نبوت کے صدقے میں ملا۔ آپ کی امت آخری امت قرار پائی جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: ''انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم۔''

حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''خصائص الکبریٰ'' میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا، آپ ہی کی خصوصیت قرار دیا ہے۔ (دیکھئے ج:۲، ص:۱۹۳، ۱۹۷، ۲۸۴)

اسی طرح امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:

''وخاتم بودن آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) از میان انبیاء از بعض خصائص وکمالات مخصوصہ کمال ذاتی خوداست۔''

ترجمہ: ''اور انبیاء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا، آپ کے مخصوص فضائل وکمالات میں سے خود آپ کا اپنا ذاتی کمال ہے۔''

☆☆..........☆☆

اشعارِ ختم نبوت

انتخاب: مولانا ڈاکٹر محمد الیاس فیصل، مدینہ منورہ

رحمت و سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
خلق کے یاور خلق مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
بحرِ ہدایت، کانِ سخاوت، گنجِ سعادت، مہرِ رسالت
رہبرِ اعظم، مرسلِ خاتم صلی اللہ علیہ وسلم
(غلام شبیر بخاری)

نغمۂ افضال و احسان السلام
منبعِ لطف فروزاں السلام
السلام اے سیّدی ختمِ رُسل
سُر فدائے تو دل و جان السلام
(طالب جلدل)

نہ دنیا، نہ دنیا کا زر چاہئے
مدینے کی گلیوں میں گھر چاہئے
حبیبِ خدا خاتم الانبیاء
فقط اپنے آقا کا در چاہئے
(عطاء الرحمن شیخ)

یوں تو پیارے ہیں اللہ کو سب انبیاء سب کے سب اصفیا
تیرا رتبہ ہے لیکن سبھی سے جدا، اے حبیبِ خدا
شفیع الوریٰ، خاتم الانبیاء، اے حبیبِ خدا
عفو خو ہے تیری، لطف شیوہ ترا، اے حبیبِ خدا
(عطاء الرحمن شیخ)

زمینِ صدق تابندہ صفا کا آسمان روشن
تمہارے دم قدم سے ہے حقیقت کا جہاں روشن
اندھیرے ہوگئے کافور جس سے بزمِ عالم کے
کیا ہے وہ دیا ختمِ رُسل نے بے گماں روشن
(مقبول شارب)

کیا بیان انسان سے ہو شانِ ختم المرسلین
خالقِ اکبر ہے مدحت خوانِ ختم المرسلین
آشنا حق سے کیا، بخشا شعور زندگی
نوعِ انساں پر ہے یہ احسانِ ختم المرسلین
(مقبول شارب)

ہے تاجِ شفاعت جو سر پر بخشا ہے تمہیں حق نے کوثر
کوئی بھی نہیں تم سے بڑھ کر سرکار دو عالم سیّدنا
اے فیضِ مسلسل موجِ کرم، اے ختمِ رُسل، اے شمعِ حرم
اے زینتِ شام، اے نورِ سحر، سرکار دو عالم سیّدنا
(ستار وارثی)

مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی دورے

رپورٹ: مولانا حمزہ لقمان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا محمد قاسم سیوطی، راقم الحروف حمزہ لقمان، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے ہمراہ ۸؍اکتوبر ستاقواں مرکزی مسجد میں مولانا محمد ابوبکر، قاری عبدالحمید کی دعوت پر تشریف لائے، جہاں مغرب کے بعد مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ''واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین'' پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ پاک نے عالم ارواح میں دو اجتماعات منعقد کئے۔ پہلا اجتماع عمومی تھا جس میں تمام اولاد آدم سے اللہ پاک نے اپنی الوہیت وربوبیت کا اعتراف واعلان کرایا: ''الست بربکم! قالو بلٰی'' گویا یہ توحید کانفرنس تھی۔

دوسری کانفرنس جس میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے اللہ پاک نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت وختم نبوت کا اعتراف کرایا۔ مولانا نے سابقہ کتابوں سے کئی واقعات بیان کئے۔ رات کا قیام چائلڈ اسپیشلسٹ ڈاکٹر عبدالشکور کے ہاں رہا۔ صبح کا ناشتہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منڈی بہاؤالدین کے مبلغ مولانا محمد قاسم سیوطی کے گھر تھا۔ ناشتہ سے فراغت کے بعد مفتی ضیاء الحق کی دعوت پر دارالعلوم کلو چوک لیہ میں مبلغین ختم نبوت تشریف لے گئے۔ مدرسہ کی تعمیر وترقی کی دعا کی۔

۹؍اکتوبر جمعۃ المبارک کا خطبہ:

مولانا شجاع آبادی نے جامع مسجد فردوس، جامع مسجد سنہری میں مولانا حمزہ لقمان، مولانا محمد قاسم سیوطی نے جامع مسجد عمر فاروق دریا خان میں جمعۃ المبارک کے اجتماعات سے خطاب کیا۔ مبلغین نے اپنے خطاب میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت پر بیانات کئے۔

۹؍اکتوبر بعد نماز عشاء جامع مسجد فاروق اعظم (سنہری) میں جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا، جس میں تلاوت ونعت کے بعد مولانا شجاع آبادی نے ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے نبی، تمام جہانوں کے نبی'' کے عنوان پر خطاب کیا۔ جلسہ کی صدارت مولانا مفتی انتظار احمد پیلانوالی نے کی۔ جماعتی ورکر صوفی عبدالمجید ساجد کے والد محترم کی وفات پر ان سے تعزیت کا اظہار کیا اور مرحوم کی مغفرت کی دعا کی۔

۱۰؍اکتوبر جامعہ رحیمیہ حسینیہ، جامعہ حمیدیہ کلورکوٹ کا دورہ کیا جہاں قاری عبدالرحمن، قاری محمد رفیق، حاجی محمد جمیل سمیت علماء کرام اور احباب جماعت سے ملاقات کی۔ بعد نماز ظہر وڈا مروت کلورکوٹ کی جامع مسجد میں مولانا محمد اکبر خان مروت کی دعوت پر مختصر خطاب کیا اور حاضرین کو آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں شرکت کی دعوت دی۔

۱۰؍اکتوبر رات کا قیام خانقاہ سراجیہ کندیاں میں رہا۔ جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ، خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ سے ملاقات کی اور آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے انتظامات سے متعلق مشاورت کی اور صاحبزادگان سے دعا کی درخواست کی۔

۱۱؍اکتوبر صبح کی نماز کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق امیر شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب نور اللہ مرقدہ، خانقاہ سراجیہ کے بانی حضرت اقدس مولانا احمد خان، حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی، حضرت حافظ محمد عابد رحمہم اللہ تعالیٰ کے مزارات پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی۔ رات کی رہائش خانقاہ سراجیہ کے جامعہ سعدیہ سراجیہ میں رہی۔ جمعیت علماء ہند کے ناظم اعلیٰ مولانا سید محمود اسعد مدنی دامت برکاتہم نے خانقاہ شریف کی مسجد میں صبح کی نماز پڑھائی اور آپ مدظلہ سے مصافحہ کی سعادت نصیب ہوئی۔

مفتی محمودؒ کانفرنس میں شرکت:

جمعیت علماء اسلام لکی مروت کے زیر اہتمام وسیع وعریض پنڈال میں ۱۱؍اکتوبر صبح ۱۰ بجے سے عصر کی نماز تک مفتی محمودؒ کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت جمعیت کے صوبائی امیر مولانا گل نصیب خان نے کی۔ کانفرنس سے جمعیت علماء ہند کے ناظم اعلیٰ مولانا محمود اسعد مدنی مدظلہ، سابق وزیر اعلیٰ سرحد جناب محمد اکرم

خان درانی سینیٹ میں ڈپٹی چیئرمین مولانا عبدالغفور حیدری، قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن نے خطاب کیا۔ مجلس کی نمائندگی صوبائی امیر مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے کی، جبکہ اسٹیج پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی بھی مہمانوں کے ساتھ براجمان رہے۔ نیز مولانا شجاع آبادی نے مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی کی رفاقت میں مولانا عبدالغفور حیدری، جناب اکرم خان درانی، قاری محمد عبداللہ امیر جمعیت علماء اسلام بنوں، جمعیت کے صوبائی امیر مولانا گل نصیب خان کو آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں شرکت کا دعوت نامہ پیش کیا۔ مذکورہ بالا تمام حضرات نے کانفرنس میں شرکت کا وعدہ کیا۔

ڈیرہ اسماعیل خان میں آمد:

۱۱؍اکتوبر کو لکی مروت سے ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لائے جہاں عشاء کی نماز جامع مسجد ختم نبوت میں ادا کی۔ مجلس کے امیر جناب ریاض الحسن گنگوہی کی زیارت و ملاقات کی۔ رات کا قیام بھی گنگوہی صاحب کے ہاں رہا۔

۱۲؍اکتوبر کو صبح کی نماز جامعہ نعمانیہ صالحیہ میں ادا کی۔ جامعہ کے شیخ الحدیث مولانا اشرف علی سے ملاقات کی۔ مولانا غلام رسول مدظلہ حضرت بہلویؒ (قدوۃ السالکین حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ) جنوبی پنجاب کے استاذ الکل حضرت مولانا غلام رسول گھوٹویؒ، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے شاگرد رشید اور مجلس کے مخلص معاون اور کارکن ہیں، ان کی زیارت وملاقات کی۔

مولانا قاضی عبدالعلیم ''قاضی دواخانہ'' ڈیرہ اسماعیل خان مجلس کے ناظم اعلیٰ ہیں، ان سے بھی ملاقات کی۔

مولانا محمد عبداللہ بھکری کی خدمت میں:

جمعیت علماء اسلام پاکستان کے سرپرست اعلیٰ، جامعہ قادریہ بھکر کے بانی حضرت مولانا محمد عبداللہ دامت برکاتہم صاحب فراش ہیں۔ ۱۲؍اکتوبر صبح دس بجے ان کی خدمت میں حاضری دی اور ان کی عیادت کی اور ان سے دعائیں لیں۔ مولانا ہر سال کانفرنس میں شرکت فرماتے ہیں، بشرط صحت شرکت کا وعدہ کیا۔

جھنگ آمد:

مولانا محمد عبداللہ مدظلہ کی عیادت کے بعد جھنگ کے لئے روانہ ہوئے، جہاں اٹھارہ ہزاری جامعہ محمدیہ میں ضلعی مبلغ مولانا غلام حسین نے ظہر کی نماز کے بعد درس کا انتظام کیا ہوا تھا۔ جامعہ کے بانی حضرت بہلویؒ کے خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا حکیم عبداللطیفؒ تھے، آج کل ان کے فرزند گرامی مولانا محمد قاسم مدظلہ مدرسہ کا نظم ونسق چلا رہے ہیں۔ دورۂ حدیث شریف تک تمام اسباق پڑھائے جاتے ہیں۔ اٹھارہ ہزاری سے روانہ ہوکر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ کے امیر مولانا سید مصدوق حسین شاہ بخاری حفظہ اللہ کے جامعہ علوم شریعہ میں حاضری دی۔ موصوف فاضل دیوبند حضرت مولانا سید صادق حسین شاہ بخاری شہیدؒ کے فرزند ارجمند اور جانشین ہیں، حضرت سے آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں شرکت کے متعلق درخواست کی اور کہا کہ حسب سابق جھنگ سے اہالیان جھنگ قافلہ کی شکل میں شرکت فرمائیں۔ موصوف نے وعدہ کیا کہ ان شاء اللہ العزیز بھرپور قافلہ شرکت کرے گا۔

جامع مسجد شیخ لاہوریؒ میں درس:

جامع مسجد شیخ لاہوریؒ کی انتظامیہ مجلس کے بہی خواہوں سے تعلق رکھتی ہے۔ مسجد کے نمازی، مجلس کے معاون حکیم عبدالحی انصاریؒ جو چند ماہ قبل انتقال کرگئے۔ ان کے ایصال ثواب نیز حاجی عزیز الرحمن شہید کے قریبی رشتہ دار ہیں جو تین روز قبل وفات پاگئے۔ ان کے پسماندگان سے تعزیت کا اظہار کیا۔ نیز ان کی یاد میں درس و بیان کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اجتماع سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا غلام حسین نے خطاب کیا اور مرحومین کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

فیصل آباد میں تشریف آوری:

نواز میڈی کیئر کے مالک جناب صولت نواز سے راقم الحروف اور مولانا شجاع آبادی نے ۱۳؍اکتوبر دس بجے صبح چیک اپ کرایا۔ بعد نماز ظہر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے امیر پیر طریقت مولانا سید جاوید حسین شاہ دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضری دی اور کانفرنس میں شرکت کا دعوت نامہ پیش کیا۔ حضرت والا نے فرمایا کہ ہر سال کی طرح اس سال بھی اپنی مغفرت کی نیت سے حاضری دوں گا بعد ازاں جامعہ امدادیہ کے شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد طیب مدظلہ، مجلس کے نائب امیر مولانا سید فاروق ناصر شاہ زید مجدہ، جامعہ دارالقرآن کے مہتمم مولانا قاری محمد یاسین مدظلہ جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے ممبر ہیں، انہیں کانفرنس اور شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کی دعوت دی۔ رات کا قیام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر نواز ٹاؤن میں رہا۔

☆☆..........☆☆

۳۴ ویں سالانہ دو روزہ عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس، چناب نگر

مولانا قاضی احسان احمد

آل پاکستان دو روزہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس امسال ۲۹،۳۰/اکتوبر۲۰۱۵ء بمطابق ۱۵،۱۶/محرم الحرام ۱۴۳۷ھ بروز جمعرات، جمعہ منعقد ہورہی ہے۔

الحمدللہ! یہ چناب نگر کی سرزمین پر منعقد ہونے والی ۳۴ویں سالانہ کانفرنس ہے۔ جو گزشتہ ایک طویل عرصہ سے اپنی آب وتاب کے ساتھ منعقد ہوتی چلی آرہی ہے۔ جس طرز اور طریقہ پر اسلاف نے اس عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا آغاز کیا تھا، جن مقاصد کے حصول کے لئے شمع تحفظ ختم نبوت روشن کی تھی۔ اس میں مکمل طور پر کامیابی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا طرۂ امتیاز ہے۔ پورے ملک سے خدام ختم نبوت اسلاف کی اس یادگار کو تازگی بخشنے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہات کو اپنی طرف مبذول کرانے کے لئے دیوانہ وار کشاں کشاں دل کی گہرائیوں سے چلے آتے ہیں۔

بقول خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمدؒ کے: ”جو شخص یہ چاہے کہ دنیا میں رب کریم کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہو اور آخرت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو اس کو چاہئے تحفظ ختم نبوت کا کام کرے۔“

اس قول کا مصداق بننے کی غرض سے اسلامیان ملت کے خوش نصیب اور سعادت مند نفوس اس کی طرف متوجہ ہوتے اور کانفرنس میں شریک ہوکر اپنے مقدر کو چمکاتے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی اس عظیم الشان دو روزہ ختم نبوت کانفرنس کو خاص اعزاز یہ حاصل ہے کہ تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام، زعماء ملت اور قائدین گرامی قدر محبت اور عقیدت سے اپنی حاضری سعادت کی غرض سے یقینی بنانے کی بھرپور کوشش فرماتے ہیں۔

جمعرات فجر کی نماز سے کانفرنس کا آغاز درس قرآن کریم سے کیا جاتا ہے، جس میں ہمیشہ اپنے وقت کے جید اور بزرگ علماء دین درس کی سعادت سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ ناشتہ کا وقفہ اور پھر رب کریم کی رحمت سے کانفرنس کی دوسری نشست کا آغاز جمعرات صبح دس بجے تلاوت کلام پاک اور حمد ونعت سے کیا جاتا ہے جو کہ ظہر کی نماز تک بغیر کسی وقفہ کے جاری رہتی ہے۔ اس دوران شرکاء کانفرنس ظہرانے کے عمل سے بھی فارغ ہو جاتے ہیں۔ بعد نماز ظہر کانفرنس کی تیسری نشست کا آغاز کیا جاتا ہے جس میں ماضی قریب میں عرصہ دراز تک مناظر اسلام، وکیل صحابہ حضرت علامہ عبدالستار تونسویؒ اور دیگر معروف خطباء کرام خطاب فرماتے رہے ہیں۔ بعد نماز عصر قادیانیت اور ردّ قادیانیت پر مبنی تحریری سوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں جو کسی وقت شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، اور اب مناظر ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ اس نشست کی زینت ہوتے ہیں۔ بعد نماز مغرب مجلس ذکر کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس میں اللہ پروردگار عالم کی کبریائی اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف سے فضائے چناب نگر کو منور کیا جاتا ہے۔ اللہ، اللہ کی دل سوز آواز اور صلی اللہ علی النبی کی بلند وبالا صدائیں اس ویران بستی کے ایوانوں کو تازگی اور ایک نئی زندگی بخشتی ہیں۔ بعد نماز عشاء مجموعی طور پر کانفرنس کی چھٹی اور اہم ترین نشست کا آغاز تلاوت کلام پاک اور ملک عزیز پاکستان کے مشہور ومعروف مداحان رسول سے کیا جاتا ہے۔ یہ نشست کانفرنس کی طویل ترین نشست شمار کی جاتی ہے جو عموماً علماء کرام، خطباء عظام اور واعظین کرم کی کثیر تعداد کی وجہ سے قریب نماز فجر پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔

جمعرات صبح فجر سے شروع ہونے والا عشق و محبت کا درس اپنی اصل آب وتاب اور دیوانگی اور وارفتگی کے ساتھ جاری وساری رہتے ہوئے عاشقان ختم نبوت کے دلوں کی کھیتی کو سرسبز وشاداب کرنے کا حق ادا کرتے ہوئے اختتام پذیر ہوتا ہے۔

جمعہ بعد نماز فجر ایک مرتبہ پھر درس قرآن کی عظیم محفل سجائی جاتی ہے۔ رات بھر جذبہ عشق رسالت سے سرشار ہونے والے عاشقان رسول کا گروہ درس میں شریک ہوتا ہے۔ ناشتہ موخر اور دوپہر کا کھانا مقدم کرکے تقریباً دس بجے مکمل کھانا کھلایا جاتا ہے اور کانفرنس کی آٹھویں نشست کا آغاز کردیا جاتا ہے۔

الحمدللہ! جس مقام پر کانفرنس کا اہتمام کیا جاتا ہے یہاں پر عظیم دینی درسگاہ مدرسہ عربیہ خاتم النبیین عرصہ دراز سے کام کرتا چلا آرہا ہے۔ درجہ حفظ، ناظرہ، بچے اور بچیوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم اور دستکاری کی اعلیٰ تعلیم کا انتظام موجود ہے۔ اس کے علاوہ درس نظامی میں درجہ مشکوٰۃ شریف تک معیاری تعلیم کا نظم بھی قائم ہے اور اس کے ساتھ ساتھ گزشتہ سال سے تخصص فی علوم ختم نبوت کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ جس میں فارغ التحصیل جید علماء کرام کو مناظرہ، جرح وتعدیل، اصول تفسیر والحدیث اور دیگر بہت سارے عنوانات پر سیر

حاصل تیاری کرائی جاتی ہے۔اس مدرسہ کے درجہ حفظ سے فراغت حاصل کرنے والے طلباء کرام کی دستار بندی کا ایک پرکیف اور پرنور منظر حاضرین کی نظروں کو جنت نظیر بنا دیتا ہے۔

بیانات کا سلسلہ شروع رہتا ہے۔ خطبہ جمعہ، بیان جمعہ اور نماز جمعہ انتہائی اہتمام کے ساتھ عاشقان رسول ﷺ ادا کرتے ہیں۔ کانفرنس کی آخری اور مجموعی طور پر نویں نشست نماز جمعہ تا عصر تک منعقد ہوتی ہے۔ جس میں تلاوت، نعت، بیانات اور اہم پالیسی ساز اعلانات پیش کئے جاتے ہیں۔

گزشتہ سالوں میں اس کانفرنس میں عمومی طور پر تمام اکابر شرکت فرماتے رہے ہیں جن میں مولانا اسعد مدنی، مولانا انظر شاہ کشمیری، مفتی احمد الرحمن، مولانا عبداللہ درخواستی، مولانا مفتی محمود، مولانا محمد سالم قاسمی، مولانا خواجہ خان محمد، لالا جی حافظ محمد عابد، مولانا سید نفیس الحسینی، مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید، مولانا سرفراز خان صفدر، مولانا تاج محمود، مفتی زین العابدین، مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی، مفتی محمد جمیل خان شہید، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری، مفتی نظام الدین شامزئی شہید، مولانا عبدالقادر روپڑی، علامہ احسان الٰہی ظہیر، پروفیسر غفور احمد، علامہ شاہ احمد نورانی، مولانا ضیاء الحق قاسمی، مولانا حق نواز جھنگوی شہید، علامہ ضیاء الرحمن فاروقی، مولانا محمد اعظم طارق شہید، مولانا خدا بخش، مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا جمال اللہ الحسینی، مولانا اشرف ہمدانی، مولانا نذیر احمد، مولانا عبدالقادر آزاد، مولانا نورالحق نور، مولانا لقمان علی پوری، مولانا عبیداللہ انور، ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہید اور قاری محمد ابراہیم رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس کے علاوہ ہزار ہا علماء، اکابر ومشائخ اس کانفرنس کی زینت رہے ہیں اور الحمدللہ موجودہ اکابرین ومشائخ کا بھی مجلس پر مکمل اعتماد اور مجلس کو ان مقبولان الٰہی کی سرپرستی حاصل ہے۔

تمام اہل اللہ کانفرنس کے منتظر رہتے ہیں اور اکابرین مجلس سے مکمل رابطے میں رہتے ہوئے شرکت فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام خوش نصیب احباب کی قبور کو بقعہ نور بنائے جنہوں نے سرپرستی فرمائی اور اس کام کو چار چاند لگائے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب مجلس کو بھی اپنی طرف سے مکمل جزائے خیر دے، جنہوں نے اپنی زندگی کا مقصد تحفظ ناموس رسالت تاج وتخت ختم نبوت کی سربلندی کو بنا رکھا ہے۔

☆☆..........☆..........☆☆

فوٹو اور تصویر کی حرمت

محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ

غالباً مارچ ۱۹۷۰ء میں راقم الحروف پاکستانی مندوب کی حیثیت سے مجمع البحوث الاسلامی کی پانچویں کانفرنس میں شرکت کے لئے قاہرہ گیا تھا، کانفرنس کے اختتام پر سابق صدر جمال عبدالناصر مرحوم نے گورنمنٹ ہاؤس میں مندوبین کو ملاقات کی دعوت دی۔ جس شاہانہ کروفر کا مظاہرہ ہوا اور جو بظاہر مصری حکومت کا خصوصی امتیاز ہے، اس کا ذکر مقصود نہیں۔ ترتیب کے مطابق ہر شخص ملاقات کے لئے جاتا، مصافحہ کرتا اور اسے کچھ کہنے کی خواہش ہوتی تو دو چار باتیں بھی کر لیتا۔ ملاقات اور مصافحہ کے بعد مرحوم نے مندوبین کے اعزاز کے لئے فوٹوگرافروں کو حکم دیا کہ ہر مندوب کا ان کے ساتھ الگ الگ فوٹو لیا جائے۔

آج کل جلسوں، کانفرنسوں اور عام اجتماعات میں فوٹو اتارنے کا مرض وباء کی شکل اختیار کر چکا ہے، یہ فتنہ اتنا عام ہو گیا کہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی بچنا چاہے، نہیں بچ سکتا، پھر یہ معصیت اتنی پھیل گئی ہے کہ لوگ اسے گناہ ہی نہیں سمجھتے، دور فتنہ نے معروف کو منکر اور منکر کو معروف بنا ڈالا، گناہوں کی گندگی سے قلب وذہن مسخ ہو گئے اور کتنے ہی گناہ معاشرے میں ایسے رچ بس گئے کہ لوگوں کے دلوں سے گناہ کا تصور وادراک ہی ختم ہو گیا۔

مصر تو فوٹو کی وباء میں ہم سے بھی چار قدم آگے ہے، مدت ہوئی، وہاں کے ایک عالم شیخ محمد بخیت نے، جو شیخ الازہر تھے، اس کے جواز میں رسالہ لکھ کر اس معصیت کو اور بھی عام کر دیا۔ اسی رسالہ سے متاثر ہو کر حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''معارف'' میں اس کے جواز پر ایک مضمون لکھا تھا۔ امام العصر حضرت مولانا علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے حکم سے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اس پر ایک تردیدی مضمون لکھا جو ''القاسم'' میں شائع ہوا اور بعد میں ''التصویر لاحکام التصاویر'' کے نام سے مستقل رسالے کی صورت میں چھپ چکا ہے۔ الحمدللہ حضرت علامہ سید سلیمان ندوی صاحب مرحوم نے اپنے مضمون سے اور فوٹو کے جواز سے رجوع فرما لیا تھا اور صاف اعلان کر دیا تھا کہ: اب میں اسے حرام سمجھتا ہوں۔

خیر! عرض یہ کرنا ہے کہ صدر مرحوم کی طرف سے جب اس خواہش کی تکمیل کا اظہار ہوا تو اس عزت افزائی پر عام مندوبین خصوصاً عرب مندوبین کو بڑی خوشی ہوئی کہ جمال عبدالناصر کے ساتھ ہمارا یادگار فوٹو لیا جائے گا۔ ہر ایک نے باری باری صدر کی بائیں جانب کھڑے ہو کر فوٹو کھنچوائے، میں کوئی اتنا صالح، متقی اور پارسا نہیں ہوں کہ ایسے مواقع میں بھی ان معصیتوں سے بچ سکوں، چنانچہ عام مجمعوں میں بہرحال فوٹوگرافر فوٹو لیتے رہتے ہیں، لیکن صدر کے ساتھ خصوصی فوٹو اتروانے کے لئے میری باری آنے لگی تو صف سے نکل کر اندر جا کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اتفاق سے صدر میرے سامنے تھے اور مجھے خوب دیکھ رہے تھے، جب میری باری آئی تو صدر نے دو ازہری علماء سے جو اس وقت ان کے سامنے تھے، کہا کہ جاؤ اور پاکستانی شیخ کو بلاؤ، وہ آکر فوٹو کھنچوائے۔ الحمدللہ! اس وقت میری دینی غیرت جوش میں آئی، دل نے کہا آج اپنے اکابر کے مسلک پر جمے رہو اور اس اعزاز کو ٹھکرا دو! آج اس حدیث نبوی پر عمل کرنا ضروری ہے: ''لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق''۔ یعنی معصیت میں کسی امیر کی اطاعت جائز نہیں، امیر کی اطاعت بس جائز اُمور میں ہے۔

جب ان دونوں حضرات نے مجھ سے کہا: ''سيادة الرئيس يدعوک لاخذ الصورة معک''، ''جناب صدر آپ کو اپنے ساتھ فوٹو بنوانے کے لئے بلاتے ہیں۔'' میں نے کہا: ''لا احب ذالک، وليست للصورة عندی قيمة دينية، فلا احبها'' ''میں اسے درست نہیں سمجھتا، نہ میرے نزدیک اس کی کوئی دینی قدر وقیمت ہے۔ (بصائر وعبر، حصہ اول، ص۲۷۴)

مرسلہ: مولانا سید زین العابدین، کراچی

محدث العصر، عاشق سید المرسلین، دبستان انور کا وارث، اقلیم علم کا تاجدار، مسند ولایت کا صدر نشین، حریم نبوت کا پاسبان

حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ.... حیات وخدمات

مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ

مولانا سید محمد یوسف بنوری ۶/ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء بروز جمعرات پشاور کی ایک مضافاتی بستی میں سید زکریا رحمہ اللہ کے یہاں تولد ہوئے۔ آپ نجیب الطرفین سید تھے اور سید آدم بن اسماعیل الحسینی الغزنوی البنوری المدنی کی وساطت سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ قرآن کریم اپنے والد ماجد اور ماموں سے پڑھا۔ امیر حبیب اللہ خان کے دور میں صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں کابل میں شیخ حافظ عبداللہ بن خیر اللہ سے پڑھیں۔ فقہ، اصول فقہ، معانی وغیرہ کی کتابیں حضرت مولانا عبدالقدیر افغانی اور شیخ محمد صالح سے پڑھیں۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ دو سال دارالعلوم دیوبند کے بڑے اساتذہ سے فقہ اور احادیث کی بڑی کتابوں کی تکمیل کی۔ اسی دوران محدث العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جن کو قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند چلتا پھرتا کتب خانہ فرماتے تھے، سے خصوصی تلمذ حاصل ہوگیا۔

تعلیم کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کی تصانیف میں بھی معاونت شروع کردی۔ حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بعض وجوہات کی بنا پر دارالعلوم دیوبند سے رخصت لے کر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لے گئے تو حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ بھی استاد محترم کی محبت وعقیدت میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لے آئے اور دورۂ حدیث کی تکمیل فرما کر دستار فضیلت حاصل کی۔ مولانا بنوریؒ نے ۱۹۳۰ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان دے کر سند حاصل کی۔ استاد محترم حضرت کشمیریؒ نے تعلیم سے فراغت کے بعد جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ہی میں آپ کو مدرس مقرر کردیا اور اپنے ساتھ تصنیف وتالیف میں معاون بنالیا۔

درمیان میں کچھ عرصہ کیلئے مولانا بنوریؒ پشاور تشریف لے گئے اور وہاں پر جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے کچھ سیاسی امور نمٹائے۔ اسی دوران قادیانیوں کی جانب سے پشاور یونیورسٹی میں سیرت کے نام پر جلسہ کرنے کا پروگرام بنا۔ مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس جلسہ کے اسٹیج پر قبضہ کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدۂ ختم نبوت پر تقریر کرکے اس جلسہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا جلسہ بنادیا۔ اس طرح پشاور میں قادیانیت کی تبلیغ کا راستہ پہلے دن سے رک گیا۔ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ آپ نے خوب تحقیقی کام کیا۔ اکثر آپ اس کا تذکرہ فرماتے کہ حضرت شاہ صاحب کے لئے ایک ایک حوالہ کی تلاش کے لئے ہزاروں صفحات کا مطالعہ کرنا پڑتا۔ معارف السنن کی تالیف کے وقت آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شاہ صاحب کی معیت کے دور کا مطالعہ آج کل بہت کام آرہا ہے۔

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سے حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ضعف اور بیماری کی وجہ سے واپس تشریف لے آئے لیکن مولانا بنوریؒ ڈابھیل میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے اور ترقی کرتے کرتے شیخ الحدیث اور صدر مدرس کے عہدہ پر پہنچے اور سیکڑوں علماءِ کرام نے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ نے ۱۹۳۷ء میں مجلس علمی کی جانب سے "فیض الباری" اور "نصب الرایہ" کی اشاعت کے لئے مصر کا سفر کیا اور وہاں بڑے بڑے علماءِ کرام سے ملاقاتیں کرکے ان کو دارالعلوم دیوبند اور علماءِ ہند سے متعارف کرایا اور ان کی علمی خدمات سے آگاہ کیا۔ اس موقع پر علامہ طنطاوی اور علامہ کوثری سے آپ نے استفادہ کیا اور علامہ کوثری آپ کی عبقری شخصیت سے بہت زیادہ متاثر ہوئے اور علامہ طنطاوی نے اس موقع پر آپ کے بارے میں فرمایا کہ: "آپ ہندوستان کے عالم نہیں بلکہ فرشتہ ہیں جو میری اصلاح کے لئے بھیجے گئے ہیں۔"

اس کے علاوہ آپ نے مصر کے تمام کتب خانوں کا تفصیلی دورہ کرکے اہم کتابیں حاصل کیں اور اپنے مطالعہ کو بہت زیادہ وسیع کیا۔ یہ چودہ ماہ کا آپ کا ایک یادگار علمی سفر تھا۔ اسی سفر کے دوران آپ ترکی، یونان اور حجاز مقدس بھی تشریف لے گئے اور وہاں کتب خانوں سے استفادہ کے علاوہ آپ نے بڑے بڑے علماءِ کرام سے ملاقاتیں کیں اور دارالعلوم دیوبند اور وہاں کے علمی اداروں کے درمیان روحانی رشتہ استوار کیا۔ اسی دوران جمعیت علماءِ ہند کا ایک وفد مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلوی کی سربراہی میں "موتمر فلسطین" میں شرکت کے لئے مصر پہنچا تو مولانا بنوری کی ترغیب پر علماءِ مصر نے اس وفد کا والہانہ استقبال کیا اور بڑے اعزاز واکرام کے ساتھ قاہرہ لائے۔ مفتی کفایت اللہ صاحبؒ مصر میں آکر

علیل ہوگئے۔ اس بنا پر مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے معاون کی حیثیت سے آپ کی ترجمانی کی۔ مولانا بنوریؒ کی عربی زبان میں مہارت اور علمی تحقیق و تدقیق سے کانفرنس میں شریک علماً اور رہنمایان ملت بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ اسی بنا پر جب بعد میں صدر ناصر مرحوم کی ہدایت پر جامعہ ازہر نے "مجمع البحوث الاسلامیہ" قائم کی تاکہ جدید مسائل پر اسلام کے مطابق تحقیق کرکے مسائل اخذ کرکے امت کی رہنمائی کی جاسکے تو مولانا بنوریؒ کو اس کا تاسیسی رکن منتخب کیا گیا۔

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں قیام کے دوران دارالعلوم دیوبند سے ایک مرحلہ میں استاد حدیث کی حیثیت سے تشریف لانے کی پیشکش کی گئی مگر آپ نے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کی تدریسی مشغولیات کی وجہ سے معذرت کرلی۔ بعدازاں شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی اور قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے منصب افتا سنبھالنے پر بہت زیادہ اصرار کیا مگر مولانا بنوریؒ نے اس سے بھی معذوری ظاہر کردی۔ اسی طرح علامہ سید سلیمان ندویؒ نے جامعہ احمدیہ بھوپال تشریف لانے کی درخواست کی مگر آپ نے اسے قبول نہ فرمایا اور بدستور جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں علمی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

اس طرح ۱۹۳۷ء سے ۱۹۵۱ء تک آپ کا تمام علمی سفر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سے وابستہ رہا۔ ۱۹۵۱ء میں پاکستان کے مشاہیر اہل علم کے اصرار پر آپ پاکستان تشریف لے آئے اور خطیب اسلام مولانا احتشام الحق تھانویؒ کی درخواست پر دارالعلوم ٹنڈوالہ یار سندھ میں، جو اس وقت بہت بڑا علمی مرکز تھا اور مشاہیر علماً کرام وہاں علمی خدمات انجام دے رہے تھے، تشریف لے گئے اور شیخ التفسیر کے منصب پر فائز ہوکر درجہ علیا کی کتب کی تدریس شروع کردی۔ تین سال تک آپ وہاں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ اس دوران آپ نے محسوس کیا کہ ایک ایسے علمی ادارے کی ضرورت ہے جہاں فارغ التحصیل علماً کرام کی خصوصی تربیت کرکے ان کو مختلف موضوعات پر ڈاکٹریٹ کرایا جائے تاکہ بہترین مفتی، محدث، مفسر، مبلغ اور اسکالر پوری دنیا کو مہیا کئے جاسکیں۔ اسی طرح اس ادارے میں موجودہ دور کے مطابق نظم وضبط کے ساتھ تعلیم کا انتظام کیا جاسکے اور وہ اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ اپنے ذہنی منصوبے کے مطابق نظام تعلیم، طریقہ تدریس اور طریقہ تربیت مرتب کرکے ذہنی ہم آہنگی کے ساتھ ادارہ قائم کرکے کام شروع کیا جائے۔

۴/ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ میں آپ نے حرمین شریفین کا سفر کیا اور بیت اللہ شریف اور مسجد نبویؐ میں استخارے کے لئے روضہ مبارک پر دعائیں کیں تاآنکہ آپ کے دل میں انشراح اور اطمینان ہوگیا کہ کام شروع کردیا جائے۔ اس ادارہ کے قیام کے لئے آپ نے کراچی کا انتخاب کیا اور ایک واقف کار کے ہمراہ جب ریورروڈ پر حکومت کی طرف سے مہیا کردہ زمین پر کام شروع کردیا۔ پہلے سال دس علماً کرام اس ادارے میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے پہنچ گئے۔ انہی دنوں مولانا بنوریؒ کے پاس محمد یوسف سیٹھی صاحب تشریف لائے جو قرآن کریم کی تعلیم کی اشاعت کے لئے اپنی زندگی وقف کرچکے تھے اور قریہ قریہ، گلی گلی حفظ قرآن کریم کے مکاتب قائم کرنے کے لئے کوشاں رہتے یہاں تک کہ انہوں نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بھی حفظ قرآن کریم کے مدارس قائم کئے۔ سیٹھی صاحب نے مولانا بنوریؒ کو پچاس ہزار روپے اساتذہ کی تنخواہوں کی مد میں پیش کئے کہ یہ رکھ لیں اور ہر ماہ اس سے آپ اور آپ کے ساتھی تنخواہ لے لیا کریں۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں اپنے مدرسہ کی بنیاد چندہ پر رکھنے کے بجائے خداتعالیٰ کی ذات پر توکل پر رکھنا زیادہ بہتر سمجھتا ہوں۔ انہوں نے بہت زیادہ اصرار کیا مگر آپ انکاری فرماتے رہے۔ اس پر انہوں نے اپنے ساتھی سے پنجابی میں کہا کہ: "مولوی سنداگیں۔" مولانا اس کی توجیح میں فرمایا کرتے تھے کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ "میرے مدرسہ کا آغاز توکل علی اللہ کے بجائے توکل علی العباد پر ہو" حالانکہ اس وقت مولانا شدید مصائب وتکالیف میں مبتلا تھے۔ وہ ٹنڈوالہ یار کو خیرباد کہہ چکے تھے۔ مدرسہ دارالتصنیف جب ریورروڈ میں مولانا بنوری، مولانا لطف اللہ پشاوری، مولانا محمد نافع گل کاکاخیل تین اساتذہ دورہ حدیث شریف اور علماً کرام کی ایک جماعت کو بلامعاوضہ تعلیم دیتے تھے۔ ان اساتذہ کی مالی اعانت کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ مولانا بنوریؒ خود ہی سبزی منڈی سے سبزی خرید کر بس میں لاتے اور مدرسہ سے کافی دور بس سے اتر کر سر پر سبزی اٹھا کر پیدل مدرسہ تک لے جاتے۔ دوسری طرف مدرسہ والوں کی طرف سے حوصلہ شکنی اور عدم تعاون کا برتاؤ درپیش تھا۔ یہ تمام مصائب مولانا بنوریؒ کی تنہا ذات برداشت کررہی تھی۔ مولانا لطف اللہ پشاوری ابتدائی حالات بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"تنخواہ کی تو خیر ہم کو ابتدا ہی سے توقع نہ تھی۔ لیکن سب سے بڑی مشکل طلبہ کیلئے اشیاء خورد ونوش اور دیگر ضروریات زندگی کا سامان مہیا کرنا تھا۔ یہ ویرانہ کراچی سے خاصا دور تھا۔ وہاں کا پانی کڑوا تھا۔ پینے کا پانی کراچی سے لانا پڑتا تھا۔ ہر وقت مکھیوں کا ہجوم رہتا تھا۔ ہم لوگ درخت کے نیچے درس دیتے تھے۔ اس درخت سے کیڑے گرتے رہتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ مولانا بنوری مرحوم ایک ہاتھ سے ان کیڑوں کو بخاری شریف سے ہٹاتے رہتے اور دوسرے ہاتھ سے بخاری شریف کے ورق الٹتے جاتے۔ یہ زمانہ مولانا کے صبر واستقامت کے امتحان کا تھا۔ ان دنوں مولانا بنوری سراپا بے کسی و بے چارگی کا مجسمہ تھے۔ انہوں نے ان حالات کا بڑی جانکاہی اور پامردی سے مقابلہ کیا۔" (بینات حضرت بنوری نمبر) (جاری ہے)

پانچویں سالانہ عظیم الشان

دفاعِ ختم نبوت کانفرنس، اورنگی ٹاؤن

رپورٹ: محمد شجاع غنی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اورنگی ٹاؤن کے زیر اہتمام پانچویں سالانہ عظیم الشان دفاع ختم نبوت کانفرنس ۱۰ر اکتوبر ۲۰۱۵ء، مطابق ۲۵ر ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ بروز ہفتہ بعد نماز عشاء، رحمٰن بابا اسٹیڈیم اورنگی ٹاؤن نمبر۴ میں منعقد ہوئی۔ تلاوت کلام مجید کی سعادت قاری تاج محمد صابر نے حاصل کی۔ حمد و نعت حافظ محمد بلال اور مولانا حافظ محمد اشفاق نے پیش کی۔ نقابت کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالحئی نے انجام دیئے۔

مولانا عبدالحئی مطمئن نے اپنے بیان میں کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے بغیر کوئی عمل بھی قابل قبول نہیں نہ ہی کوئی شخص بغیر اسلامی عقائد کے جنت میں داخل ہوسکتا ہے۔ تحفظ ختم نبوت براہ راست ذات نبوت کا تحفظ ہے۔ یہ عظیم کام اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ بندوں سے لیتا ہے۔

علاقہ کی معروف علمی شخصیت مولانا محمد عقیل قریشی نے اپنے بیان میں کہا کہ آج عمومی صورتحال یہ ہے کہ اعمال کی اصلاح پر توجہ ہے جبکہ عقائد کے معاملہ میں غفلت اور لاپروائی سے کام لیا جارہا ہے، حالانکہ اعمال سے زیادہ عقائد کی اصلاح کا اہتمام کرنا چاہئے، کیونکہ عمل میں کمزوری قابل برداشت ہے جبکہ عقائد میں معمولی لغزش بھی بندہ کو دوزخی بنادیتی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی محنت مسلمانوں کے ایمان کو بچاتا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے خطاب میں کہا کہ تحفظ ختم نبوت مسلمانوں کی اولین ذمہ داری ہے۔ اس کام کے لئے ہر زمانہ میں مسلمانوں نے بے مثال قربانیوں سے ایک عظیم تاریخ رقم کی ہے۔ فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے تمام اکابرین میدان عمل میں اترے۔ حضرت علامہ سیّد انور شاہ کشمیریؒ نے قادیانیوں کے خلاف ایک مقدمہ کی پیروی کے لئے اپنی پیرانہ سالی کے باوجود دیوبند سے ریاست بہاولپور کا سفر کیا۔ ۱۹۵۳ء میں دس ہزار مسلمانوں نے لاہور کی سرزمین کو اپنے لہو سے رنگین کیا۔ ۱۹۷۴ء میں شیوخ الحدیث نے مسند حدیث اور شیوخ التفسیر نے مسند تفسیر کو چھوڑ کر دارالحکومت اسلام آباد میں ڈیرے ڈالے۔ بالآخر ناموس رسالت کا قانون بنا اور قادیانیوں کو قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسی روشن داستان کی ایک کڑی ہے۔

مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مناظر اسلام، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اپنے منفرد خطاب میں کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عنوان سے مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ ہورہا ہے۔ فتنۂ قادیانیت کی سنگینی سے دنیا کو باخبر کیا جارہا ہے۔ الحمدللہ! وقت آگیا ہے کہ قادیانی عدالت کے کٹہرے میں کھڑے اپنی ذلت و ناکامی کے فیصلے سن رہے ہیں۔ قادیانیوں کے قبضہ سے مسلمانوں کی مساجد آزاد ہورہی ہیں۔ قادیانیوں کا غرور خاک میں مل رہا ہے۔ آج بھی مسلمانوں کا یہی عزم ہے کہ فتنۂ قادیانیت کا تعاقب جاری رہے گا۔ وہ دن آئے گا کہ اللہ کی دھرتی قادیانیت کے ناپاک وجود سے خالی ہوگی۔

خطیب اسلام حضرت مولانا سعید یوسف خان کشمیری نے اپنے خطاب میں کہا کہ مسلمانوں کی خوش قسمتی ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہیں۔ نسبت بڑی چیز ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہوئی تو نعلین شریفین اور لباس مبارک عرش پر پہنچا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم والی صورت و سیرت اپنانا جنت میں داخلہ کا ذریعہ ہے۔ ذکر رسول کے ساتھ فکر رسول بھی ضروری ہے۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم پیغمبر کے ہوتے ہوئے مسلمانوں کو کسی بھی نبی کی ضرورت نہیں۔ ختم نبوت کے بعد نبوت کا دعویدار مرزا غلام احمد قادیانی بدترین کافر ہے۔ حکومت پاکستان کی ۷ر ستمبر کو پارلیمنٹ ہاؤس میں یومِ ختم نبوت کی تقریب قابل فخر اقدام ہے۔ جس میں مہمان خصوصی کے لئے تقریر کی تیاری کی سعادت اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی۔ الحمدللہ! مولانا کشمیری کی دعا پر کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

کانفرنس میں مولانا عبدالقدوس حسن زئی، مولانا مجاہد نبی، قاری فتح محمد، مولانا عطاء اللہ، مولانا مشتاق احمد، مولانا فیض ربانی، پیپلز پارٹی ضلع غربی کے صدر محترم علی احمد، قاری نذیر احمد مالکی، مولانا نور الوہاب، مولانا شفیق الرحمن اور دیگر علماء کرام کے علاوہ بڑی تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی۔

کانفرنس کی تیاری اور کامیابی کے لئے ختم نبوت اورنگی ٹاؤن کے ذمہ دار مولانا محمد شعیب اور ان کے رفقاء کار مولانا محمد وسیم، مولانا محمد اسامہ، حافظ ضیاء الرحمن، حافظ عثمان شاکر، دلاور، محمد شاہد، گلزیب، معین کاکڑ، محمد سعید، محمد بلال، محمد اویس اور دیگر کارکنان نے دن رات انتھک کوشش کی تاریخی کانفرنس منعقد کی۔ اللہ تعالیٰ تمام محنتوں کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ ☆

سالانہ عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس، بلدیہ ٹاؤن

رپورٹ: مولانا محمد ریاض گھمن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلدیہ ٹاؤن کراچی کے زیراہتمام سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ۱۱/اکتوبر ۲۰۱۵ء مطابق ۲۶/ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ بروز اتوار بعد نماز عشاء جامع مسجد حذیفہ سیکٹر۹ بلدیہ ٹاؤن میں منعقد ہوئی۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد نذیر مالکی مدظلہ نے حاصل کی، حمد و نعت وطن عزیز کے مشہور ثنا خوان مولانا حافظ محمد اشفاق نے پیش کی۔ نقابت کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع غربی کے مبلغ مولانا عبدالحی مطمئن نے انجام دیے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے خطاب میں کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی اساس اور بنیاد ہے۔ اسلام کی خوبصورت عمارت اسی عقیدہ پر قائم ہے۔ اس عقیدہ کا تحفظ مکمل دین کا تحفظ ہے، جبکہ اس کا انکار پورے دین اسلام کا انکار ہے، یہی وجہ ہے کہ تاریخ اسلام میں جتنی قربانیاں تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر پیش کی گئیں کسی اور عنوان پر اتنی قربانیاں نہیں ملتیں۔ تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد امت مسلمہ کی ایک روشن تاریخ ہے، ہر محاذ پر ہر انداز سے اس فریضہ کی ادائیگی امت مسلمہ کی بیدار مغزی اور تحفظ ختم نبوت کی اہمیت کی زندہ مثال ہے۔ عقیدہ ختم نبوت امت کی وحدت کا واحد ذریعہ ہے۔ تحفظ ختم نبوت کی خاطر امت مسلمہ ہمیشہ ایک صف میں کھڑی نظر آئی ہے۔ اس حوالہ سے مسلمان کبھی دورائے کا شکار نہیں ہوئے بلکہ ہر دور میں آپس کے اختلافات، انتشار اور گروہی تفریقات کو بالائے طاق رکھ کر مسلمانوں نے یہ مقدس اور اہم ترین فریضہ انجام دیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسی روشن کردار کا تسلسل ہے۔ جو اپنی بساط و وسائل کے مطابق قانونی دائرہ میں رہتے ہوئے پوری دنیا میں تحفظ ختم نبوت اور تردید قادیانیت کے عظیم مشن پر گامزن ہے۔ اکابرین امت کی سرپرستی اور ارشادات کی روشنی میں یہ جماعت اپنے نصب العین میں کامیابی سے ہمکنار ہورہی ہے۔

وادی کشمیر سے تعلق رکھنے والے انجینئر حافظ اسد یوسف نے اپنے منفرد انداز میں نعتیہ کلام پیش کیا۔ ان کے بعد برادر کبیر مبلغ اسلام حضرت مولانا سعید یوسف خان کشمیری نے اپنے مخصوص خطاب میں کہا کہ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ جب تک کوئی مسلمان اپنی اولاد، والدین اور اپنی ذات سے زیادہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ کرے وہ شخص کامل مسلمان نہیں، چنانچہ ہر زمانہ میں مسلمان اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے انتہائی حساس ثابت ہوئے ہیں۔ ایک عام مسلمان تمام تر کمزوریوں اور بدعملیوں کے باوجود اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہرگز برداشت نہیں کرسکتا۔ مسلمانوں سے متعلق یہ حقیقت اہل اسلام کے علاوہ غیر مسلموں کو بھی تسلیم ہے۔ یہود و نصاریٰ کا حب رسول کے اس جذبہ کو ختم کرنے کے لئے اپنے خود کاشتہ پودے بدنام زمانہ مرزا غلام احمد قادیانی کو میدان میں اتارا، جس نے دعویٰ نبوت سمیت کئی کفریہ دعاوی اپنی کمر پر لادے۔ اس بدبخت نے اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت میں ہر ممکن کوشش کی اور کوئی موقع ہاتھ سے خالی جانے نہیں دیا، لیکن رحمن کے بندوں نے اس شیطان کا ایسے مقابلہ کیا کہ پوری دنیا میں ذلیل و رسوا ہوا اور زمین باوجود اپنی وسعت کے آج مرزائیوں پر تنگ ہے۔ فتنہ مرزائیت آج زوال کی طرف بڑی تیزی سے جارہا ہے۔ اس عظیم کامیابی پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مبارکباد کی مستحق ہے جو پوری امت کی طرف سے یہ اہم ترین فریضہ سرانجام دے رہی ہے، وہ دن دور نہیں جب قادیانیت کا وجود نا پید ہوگا۔ ان شاء اللہ!!

کانفرنس کے مہمان خصوصی مناظر اسلام، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اپنے وجد آفریں خطاب میں کہا کہ الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلمانوں کی وہ نمائندہ جماعت ہے جو ہر اعتبار سے تحفظ ختم نبوت اور تردید قادیانیت کے عظیم منصب پر گامزن ہے۔ اس سال یعنی ۲۰۱۵ء میں اللہ رب العزت نے مزید کامیابیوں سے مسلمانوں کو سرفراز فرمایا۔ ۲۰۱۵ء کے شروع میں جنوبی افریقہ کے ایک ملک گیمبیا نے اپنے ملک میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ صوبہ پنجاب میں قادیانیوں نے ملکی آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے مرزواڑے پر مینار کھڑے کرنے کی سازش کی۔ مسلمانوں نے پولیس سے رابطہ کیا، شنوائی نہ ہونے کے باعث مسلمانوں نے عدالت کے دروازہ پر دستک دی۔ کیس کی سماعت ہوئی، اسلام جیت گیا اور کفر ہار گیا۔ مرزواڑہ سے مینار اتار دیئے گئے، قادیانیت ذلت و رسوائی سے دوچار ہوا

منہ تکتے رہ گئی۔

ضلع جہلم کی تحصیل تلہ گنگ میں آج سے تقریباً سو سال پہلے قادیانیوں نے مسلمانوں کی مسجد پر قبضہ کرلیا تھا، کیس عدالت میں چلتا رہا، کئی نسلیں گزر گئیں لیکن مسلمان اپنے مشن پر ثابت قدم رہے۔ بالآخر مسلمانوں کی دن رات کی محنتیں رنگ لائیں۔ عدالت نے مسلمانوں کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ اسلام جیت گیا اور کفر ہار گیا۔ قادیانی ذلیل ورسوا ہوئے۔

قادیانیت کا فتنہ اپنے انجام کو پہنچ رہا ہے، اس لئے کہ امت محمدیہ جانتی ہے کہ سانپ اور بچھو سے صلح ہوسکتی ہے لیکن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی اور دشمن قادیانیوں اور مرزائیوں سے صلح نہیں ہوسکتی۔ آخر میں حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی دعا پر یہ تاریخی اور مثالی کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

کانفرنس کے لئے جامع مسجد حذیفہ کا وسیع و عریض صحن بہت ہی اہتمام و لگن سے سجایا گیا تھا۔ یہ وسیع پنڈال شرکاء کے لئے تنگ دامنی کا منظر پیش کررہا تھا۔ کانفرنس میں مولانا شیخ عطاء الرحمن رحمانی، ڈاکٹر عطاء الرحمن خان، مولانا عمر صادق، مفتی فیض الحق، حافظ محمد نسیم، مولانا سعید الرحمن، مولانا عبدالعزیز ملازئی، مولانا ہارون الرشید عادل، مولانا عنایت اللہ عادل، مولانا سید عنایت اللہ شاہ، مولانا سعید عبداللہ شاہ، مفتی ضیاء الرحمن، مولانا شیر افضل، مولانا سلیم اللہ فاروقی، مولانا محمد قاسم، مفتی جہان یعقوب، مولانا زاہد امین، مولانا مصباح اللہ، مولانا کفایت اللہ، مولانا صبغت اللہ، مولانا پروفیسر عبدالودود، مولانا محمد اعجاز، مولانا حسین احمد، قاری ساجد محمود، مولانا احسان اللہ، مولانا عبدالواجد، مفتی محمد سعد، مولانا عبدالرحمن، مولانا محمد عارف، مولانا محمد ارشد، قاری عبدالباسط، مولانا واجد نور، مولانا نعمت حکیم، مولانا نعیم اللہ، مولانا محمد نثار، مولانا نثار احمد، مولانا کلیم اللہ اور دیگر علماء کرام کے علاوہ کثیر تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی۔

کانفرنس کی تیاری اور کامیابی کے لئے مذکورہ بالا حضرات کے علاوہ مولانا قاری حق نواز، مولانا محمود الحسن حقانی، مولانا شمس الدین کاغانی، مولانا غلام مصطفی فاروقی، مولانا عبدالسلام شاہ، محمد صابر، سید محمد شاہ، محمد مشتاق، محمد ساجد، قاری محمد داؤد، قاری محمود، مولانا سمیع اللہ، مولانا رحیم اللہ اور دیگر حضرات نے بھرپور کوششیں کیں۔ اللہ تعالیٰ تمام حضرات کی کوششوں کو قبول فرما کر دنیا بھر میں اسلام کی سربلندی اور کفر کے خاتمہ کا ذریعہ بنائے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

☆☆..........☆☆

معجون تسکین دل
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
قیمت 1200 روپے
جگر و معدہ کی اصلاح کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
وزن 500 گرام
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔
پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577
فیصل FOODS ستارہ ڈائمنڈ ویلیو پلازہ کالونی فیصل آباد

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
مکمل علاج، مکمل خوراک
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
فیصل
معجون قوتِ اعصاب زعفرانی
133 اجزا کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پرکیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید
33 اجزا

قادیانیت کے خلاف امت مسلمہ کے فتاویٰ جات کا مجموعہ

۳ جلدیں

فتاویٰ ختمِ نبوت

تحقیق وتخریج شدہ جدید ایڈیشن

ترتیب: حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ

زیرِ نگرانی: مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ

تمام مکاتبِ فکر کے علماء کرام ومفتیانِ عظام کے وہ فتاویٰ جو انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کے کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے سے متعلق دیئے ہیں تحقیق وتخریج کے بعد انہیں یکجا شائع کیا گیا ہے۔

- ختمِ نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے حضرات ومبلغین کے لئے معین ومددگار
- لائبریریوں اور دارالافتاؤں کے لئے بیش بہا علمی خزانہ
- عمدہ کاغذ، جاذبِ نظر سرورق
- علماء وطلباء اور کارکنانِ ختمِ نبوت کے لئے خصوصی رعایت

صرف =/1000 روپے علاوہ ڈاک خرچ

اسٹاکسٹ: مکتبہ لدھیانوی ۱۸ اسلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن، کراچی

021-34130020, 0321-2115595, 0321-2115590

شائع کردہ: عالمی مجلسِ تحفظ ختمِ نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ۔ کراچی

021-32780337, 021-34234476